جلد ۱۴ | صلح ۱۳۵۲ ھش | شمارہ ۱

جنوری ۱۹۷۳ء

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ بدل اشتراک
پاکستان و بھارت آٹھ روپے
دیگر ممالک ایک پونڈ

فی پرچہ پچھتر پیسے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

صلح ۱۳۵۲ ہش

ذی الحجہ ۱۳۹۲ ہجری جنوری ۱۹۷۳ء

ایڈیٹر

مسعود احمد دہلوی

قیمت سالانہ آٹھ روپے

فی پرچہ پچھتر پیسے

فہرست مضامین

پبلشر .... چوہدری محمد ابراہیم

مطبع .... ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت .... دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی ربوہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جلد ۱۴ | ماہنامہ انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۱

صلح ۱۳۵۲ ہش

آسمان سے فضلوں رحمتوں اور برکتوں کی موسلادھار بارش

عون و نصرت کے دم بدم ظہور اور انعامات الٰہیہ کے پیہم نزول کا تذکرہ جمیل

اللہ تعالےٰ کی قدیم سے یہ سُنّت ہے کہ وہ اپنے ماموروں اور ان پر ایمان لانے والوں کو اپنی مدد و نصرت سے نوازتا ہے۔ الٰہی مدد و نُصرت کے بَل پر ہی وہ انتہائی مخالف اور نامساعد حالات میں ترقی پر ترقی کرتے اور غلبۂ حق کی منزل کی طرف پوری کامیابی اور ظفر مندی کے ساتھ بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں اپنی اِس قدیم سنّت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْھَادُ ۙ (المومن آیت ۵۲)

یعنی ہم اپنے رسولوں کی اور ان پر ایمان لانے والوں کی اِس دنیا میں بھی ضرور مدد کرتے ہیں اور اُس دن بھی ان کی ضرور مدد کریں گے جبکہ گواہ کھڑے ہوں گے۔

اللہ تعالےٰ کی یہ غیر معمولی تائید و نصرت اور اس کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی کامیابیاں اور فتوحات ماموریں الٰہی اور ان پر ایمان لانے والوں کے حق میں ایک زبردست دلیلِ صداقت کا کام دیتی ہیں۔ کیونکہ یہ دلیل ہر کس و ناکس کے مشاہدہ میں آنے کے باعث اپنی ذات میں اتنی قوی اتنی روشن اور درخشندہ و مبرہن ہوتی ہے کہ کسی کے لئے بھی اِس سے

انکار کی گنجائش نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ نے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرزندِ جلیل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے ایک عظیم الشان مامور کی حیثیت سے اس آخری زمانہ میں احیاء وغلبۂ اسلام کی غرض سے مبعوث فرمایا تو اُس کسمپرسی کی حالت میں جبکہ آپ بالکل تنہا تھے اور کوئی فرد بھی آپ کے ساتھ نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی تائید ونصرت کی عظیم الشان بشارتوں سے نوازا اور آپ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تو اکیلا نہیں رہے گا بلکہ فوج در فوج لوگ تیرے پاس آئیں گے اور پھر یہ بشارت بھی دی کہ مَیں تیرے لئے عجائب کام دکھلاؤں گا اور تجھے قدم قدم پر ہی نہیں بلکہ دم بدم عون ونصرت سے نوازوں گا۔ اور تیرے ماننے والوں کو بھی عون ونصرت سے نوازتا چلا جاؤں گا۔ اسی ضمن میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ بشارت بھی دی کہ :-

"خدا تیرے نام کو اُس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔ مَیں تجھے اٹھاؤں گا اور اپنی طرف بلالوں گا پر تیرا نام صفحۂ ہستی سے کبھی نہیں اٹھے گا .... مَیں تیرے خالص اور دلی محبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس اور اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا۔" (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

اللہ تعالیٰ نے اپنی اِن بشارتوں کے عین مطابق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کس قدر مہتم بالشان طریق سے قدم قدم پر اور دم بدم نصرت فرمائی، کس شان سے آپ کی دعوت زمین کے کناروں تک پہنچی اور آپ کی شہرت اور عزت اطراف وجوانبِ عالم میں پھیلتی چلی گئی اور کس طرح آپ کے خالص اور دلی محبّوں کا گروہ بڑھا اور بڑھتا چلا گیا اور ان کے نفوس واموال میں اللہ تعالیٰ نے برکت پر برکت بخشی اور ان کی کثرت کو نمایاں سے نمایاں کیا اور کرتا چلا آرہا ہے ــــ اس کا ایک حتمی اور ناقابلِ تردید عملی ثبوت ہمارا جلسہ سالانہ فراہم کرتا ہے جو ہر سال مقررہ تاریخوں میں منعقد ہوکر دنیا پر تائید ونصرتِ الٰہی کی بشارتوں کے پورا ہونے کو روزِ روشن کی طرح عیاں کر دکھاتا ہے! امسال بھی ہمارا نہایت مقدس وبابرکت للّٰہی جلسۂ سالانہ جو حسبِ معمول ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۷۲ء کو ربوہ کی مقدس سرزمین میں روایتی شان کے ساتھ منعقد ہُوا اور جو اپنی ترتیب کے لحاظ سے بحمد اللہ تعالیٰ اسیؔ واں جلسۂ سالانہ تھا عون ونصرت کے دم بدم ظہور کو اُس شان سے آشکار کرنے کا موجب ثابت ہُوا کہ اس میں شرکت کرنے والے حمد اور شکر کے جذبات سے سرشار ہوکر فرطِ مسرت سے جھوم اٹھے اور ان کا رُواں رُواں اپنے صادق الوعد ارحم الراحمین خدا کے حضور بے اختیار سجداتِ شکر بجالایا۔

جلسہ کا افتتاح ایسے روح پرور ماحول میں ہُوا کہ جو روحانی کیف وسرور اور ہر طرف آسمانی نور کے انتشار کا

آئینہ دار تھا۔ جب ۲۶ دسمبر کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے افتتاحی خطاب میں جلسہ سالانہ کی عظمت و اہمیت واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارا یہ جلسہ خود خدائی انکشاف کے بموجب معمولی انسانی جلسوں کی طرح نہیں ہے بلکہ یہ وہ مقدس و بابرکت اجتماع ہے جس کی بنیادی اینٹ خدائے قادر و توانا نے خود اپنے دستِ قدرت سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی تو اس تعلق میں حضور نے ایک نہایت عظیم الشان خدائی نشان کا بھی ذکر فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ آج سے اسّی سال قبل جو پہلا جلسہ سالانہ منعقد ہوا تھا اس میں صرف ۷۵ آدمی شریک ہوئے تھے اور پھر فرمایا :۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دعا کروائی کہ ـــ "اک سے ہزار ہو ویں" ـــ اور
اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو اس رنگ میں بھی قبول فرمایا کہ آج ۷۵ کے مقابلہ میں ۷۵ ہزار سے زیادہ احمدی
اس جلسہ میں اس وقت شریک ہیں (بعد ازاں گنتی پر یہ تعداد ایک لاکھ ۲۵ ہزار ثابت ہوئی)

قبولیتِ دعا کے اس درخشندہ نشان اور تائید و نصرتِ الٰہی کے اس زندہ و تابندہ ثبوتِ ذی شان پر سوا لاکھ انسانوں کے سمندر میں ایسا تلاطم بپا ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس فضل و احسان پر فرطِ مسرت سے جھوم اٹھے اور ان پر ایک ایسی وارفتگی کا عالم طاری ہوا کہ وہ عون و نصرت کے دم بدم ظہور کو تصور میں لاکر ایک اَور ہی عالم میں جا پہنچے۔ اور انہوں نے بے اختیار نعرۂ تکبیر اللہ اکبر، حضرت خاتم الانبیاءؐ زندہ باد، اسلام زندہ باد، حضرت مسیح موعودؑ زندہ باد، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث زندہ باد کے پُرجوش نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ اس وقت نہایت وسیع و عریض جلسہ گاہ اور اس کے پورے ماحول پر سرخوشی کی کیفیت چھائی ہوئی تھی اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ اس وقت سامعین کے قلوب و اذہان اور زبان و قوتِ بیان الٰہی تصرف کے نیچے ہیں اور وہ اپنے آپے میں نہیں ہیں وہ خود ہی نعرے نہیں لگا رہے بلکہ آسمان کے فرشتے بھی ان کے ساتھ ان نعروں میں شریک ہیں۔

جلسہ میں شریک خوش نصیب احباب ابھی قبولیتِ دعا اور عون و نصرت کے دم بدم ظہور کے اس درخشندہ نشان کی سرخوشی سے لطف اندوز ہو ہی رہے تھے کہ ایک اَور خوشی نے ان کے کیف و سرور کی حالت کو فزوں سے فزوں تر کرکے انہیں وہ پر پرواز عطا کئے کہ دیکھتے ہی دیکھتے وہ سماءِ روحانی کی بلندیوں میں محو پرواز نظر آنے لگے۔ حضور نے "اک سے ہزار ہو ویں" کی دعا اور اسّی ویں جلسہ سالانہ کی شکل میں اس کی قبولیت کے زندہ و تابندہ نشان کا مشاہدہ کرانے کے بعد اس امر پر روشنی ڈالی کہ آج سے اسّی سال قبل پہلے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جو ۷۵ اصحابِ مسیح موعودؑ قادیان میں جمع ہوئے تھے وہ نمائندے تھے ان ہزاروں احمدیوں کے جو اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سلسلہ بیعت میں داخل ہو چکے تھے اور پھر فرمایا :۔

"اگر ہم اندازہ لگائیں کہ اس وقت جماعت کتنی ہوگی تو چند ہزار بنتی ہے، اگر دس ہزار بھی ہو تو دس ہزار بھی

"اک سے ہزار ہوویں" کی رُو سے ایک کروڑ بنتا ہے۔ اور آج اللہ کے فضل سے ساری دنیا میں جماعت احمدیہ کی تعداد ایک کروڑ سے آگے نکل چکی ہے۔

خلیفہ برحق کی زبانِ فیض ترجمان سے نکلے ہوئے یہ الفاظ بجلی کا ایک کوندا ثابت ہوئے۔ اثر و جذب میں ڈوبے ہوئے ان الفاظ کے کانوں میں پڑنے کی دیر تھی کہ جلسہ میں موجود ایک لاکھ سے اوپر غلامانِ محمد مصطفیٰ (صلے اللہ علیہ وسلم) اور غلامانِ مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے جسموں میں ایک زبردست روحانی کرنٹ کی لہریں سی دوڑ گئیں جس سے ان کا ہر ہر ذرّۂ وجود متاثر ہوئے بغیر نہ رہا اور رُوئیں رُوئیں کے اللہ تعالیٰ کی تحمید و تمجید میں مصروف ہو جانے کے باعث انہوں نے نعرۂ تکبیر اللہ اکبر اور دیگر اسلامی نعرے اس جذبہ و جوش سے بلند کئے کہ تمام فضا ان پُرجوش نعروں کی گرجدار آواز سے گونج اٹھی۔ اُس لمحہ سامعین پر خوشی و سرخوشی کا ایسا عالم طاری ہوا کہ پھر انہوں نے جلسہ کے ایام اسی کیف و سرور کے عالم میں بسر کئے جس میں روز بروز کیف و سرور کے نئے جرعوں کے باعث پیہم اضافہ ہی ہوتا چلا گیا۔

راتیں باجماعت نماز تہجد اور ذکر الٰہی میں گزارنے اور نماز فجر سے فارغ ہونے پر قرآن مجید کے پُرمعارف درس سننے کے بعد پاکستان کے کونہ کونہ اور دنیا کے دور و دراز علاقوں سے آئے ہوئے احباب نے جب جلسہ کے دیگر اجلاسوں میں شرکت کی اور علماء کرام کی زبانی ربّانی باتیں سنیں تو ان کا ایمان اور یقین اور معرفت ترقی پذیر ہوتی چلی گئی اور علی الخصوص ۲۷ اور ۲۸ دسمبر کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے حقائق و معارف سے پُر خطابات نے تو وہ اثر کیا کہ ہر ایک کو حسب استعداد بدل کر رکھ دیا اور ہر مخلص حسبِ استعداد اس امر کی اہلیت سے بہرہ ور ہوئے بغیر نہ رہا کہ اس میں دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو۔ اور اپنے مولیٰ کریم اور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفرِ آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔

۲۷ دسمبر کی تقریر عون و نصرت کے دمبدم ظہور اور انعاماتِ الٰہیہ کے نزول کا ایک تذکرۂ جمیل تھی۔ اس تقریر نے آسمان سے فضلوں، رحمتوں اور برکتوں کی موسلا دھار بارش کا سماں باندھ دیا۔ حضور ایدہ اللہ نے غلبۂ اسلام کے سلسلہ میں صدر انجمن احمدیہ، وقفِ جدید، تحریکِ جدید، فضل عمر فاؤنڈیشن اور نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم کے تحت کی جانیوالی مساعی کا جائزہ لینے کے علاوہ ان کے نہایت خوشکن اور عظیم الشان نتائج پر بھی روشنی ڈالی اور اس طرح بتایا کہ ۷۹ ویں جلسۂ سالانہ کے بعد جو دسمبر ۱۹۷۰ء کے اواخر میں منعقد ہوا تھا گزشتہ دو سال کے دوران اللہ تعالیٰ نے قدم قدم پر ہی نہیں بلکہ دمبدم اپنی تائید و نصرت کے ایسے درخشندہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ ان میں سے ہر نشان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقِ دعوے پر ایک مہرِ الٰہ اور شاہدِ ربِ جلیل کی حیثیت رکھتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان نصف صد سے زائد گراں قدر کتب کی تفصیل بیان کرنے کے بعد جو گزشتہ دو سال

کے دوران نظارت اشاعت لٹریچر و تصنیف، الشرکۃ الاسلامیہ، ادارۃ المصنفین، لجنہ اماء اللہ مرکزیہ، وقف جدید، تحریک جدید، فضل عمر فاؤنڈیشن اور بعض دیگر ادارہ جات کی طرف سے ہزاروں ہزار کی تعداد میں شائع ہوئیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ادارۂ طباعت و اشاعت قرآن مجید کی طرف سے اس وقت تک انگریزی اور اردو ترجمہ کے ساتھ نیز بلا ترجمہ مختلف سائزوں میں ۷۵ ہزار قرآن کریم طبع ہو چکے ہیں اور ان میں سے ۳۱۲۹۴ نسخے غانا، نائیجیریا، سیرالیون، آئیوری کوسٹ، لائبیریا، جنوبی افریقہ اور امریکہ وغیرہ ممالک میں بھجوائے جا چکے ہیں۔ نائیجیریا کے دو ہوٹلوں کے ہر کمرہ میں قرآن مجید کا ایک ایک نسخہ رکھوا دیا گیا ہے تاکہ ان ہوٹلوں میں قیام کرنے والے قرآن کریم سے استفادہ کر سکیں۔ ان میں سے ایک ہوٹل سو کمروں پر اور دوسرا دو سو کمروں پر مشتمل ہے۔ اعلیٰ پایہ کے آفسٹ پرنٹنگ پریس کی تعمیر کے سلسلہ میں حضور نے بتایا کہ اس سلسلہ میں کام ابتدائی مراحل میں شروع ہو گیا ہے۔ حضور نے دعا کرنے کی تحریک فرمائی کہ جلد پریس لگ جائے تا یہ خواہش بھی پوری ہو سکے کہ آئندہ پانچ سال میں قرآن مجید کے دس لاکھ نسخوں کی اشاعت ہو سکے۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم کے مالی اور عملی ہر دو پہلوؤں کی عظیم الشان کامیابی کی نہایت ایمان افروز تفصیلات پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ اس سکیم کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے سلسلہ میں قدم قدم پر اپنی تائید و نصرت کے معجزے ظاہر فرما رہا ہے۔ اس کے مالی پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ اس وقت تک مخلصین پاکستان نے جو وعدے کئے ہیں ان کی مجموعی رقم ۲۷ لاکھ ۲۰ ہزار تین سو پچانوے روپے بنتی ہے اور بیرون پاکستان کے وعدوں کی مقدار پاکستانی سکہ کی رو سے ۳۱ لاکھ ۲۰ ہزار آٹھ صد روپے ہے۔ اس طرح کل وعدے ۵۸ لاکھ ۴۱ ہزار ایک صد پچانوے روپے کے ہوئے۔ اس مالی جہاد میں ۳۲۸۲ پاکستانی مخلصین نے اور ۲۰۱۱ بیرونی ممالک کے مخلصین نے حصہ لیا۔ ان وعدہ جات میں سے ۱۵ دسمبر ۱۹۷۲ء تک پاکستانی احباب کی طرف سے ۱۷ لاکھ ۸۷ ہزار آٹھ صد چونتیس روپے اور بیرون پاکستان کے احباب کی طرف سے پاکستانی سکہ کی رو سے ۱۴ لاکھ ۴۸ ہزار چھ صد چودہ روپے وصول ہو چکے ہیں۔ اس طرح اب تک مجموعی وصولی بقدر ۳۲ لاکھ ۳۶ ہزار چار صد اڑتالیس روپے ہوئی ہے۔ اس آسمانی سکیم کے عملی پہلو کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت کا تحدیث نعمت کے رنگ میں ذکر کرتے ہوئے حضور نے بتایا کہ اس قلیل عرصہ میں اب تک غانا، گیمبیا، سیرالیون اور نائیجیریا میں ۱۶ ہیلتھ سنٹرز اور دس نئے ہائر سیکنڈری سکول قائم ہو چکے ہیں۔ ان ہیلتھ سنٹرز سے مجموعی طور پر ۳ لاکھ ۴۲ ہزار یکصد بہتر مریضوں نے استفادہ کیا۔ ان میں ۳۷۲۸۵ نادار مریضوں کا کوئی فیس وصول کئے بغیر مفت علاج کیا گیا جبکہ ۳،۰۴،۸۸۷ صاحبِ استطاعت مریضوں نے فیس وغیرہ دے کر علاج کرایا۔ ان ہسپتالوں پر پاکستانی سکہ کے مطابق ۱۷،۱۵،۸۲۹ روپے خرچ ہوئے اور ان سے ۳۲،۵۶،۹۲۵ روپے آمد ہوئی۔ اس طرح ۱۵،۴۰،۸۰۶ روپے بچ رہے جن میں سے ۱۳،۲۱،۳۵۹ روپے دس نئے ہائر سیکنڈری سکولز کے قیام پر خرچ کئے گئے۔ سو گویا اب تک ہسپتالوں اور ہائر سیکنڈری سکولوں کے قیام پر ۳۰،۳۷،۱۸۸ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ اور آمد ۳۲،۵۶،۹۲۵ روپے ہوئی ہے جس کا مطلب یہ ہے

کر تیس لاکھ روپے سے زائد خرچ کرنے کے باوجود سرمایہ پورے کا پورا محفوظ ہے اور دو لاکھ سے زائد رقم بچت کے طور پر بھی محفوظ ہے۔ آمد کی سب رقمیں انہی ممالک پر خرچ کی جائیں گی۔

نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم کے تحت انجام پانے والے رفیع الشان کام کی تفصیلات (جو اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی اور خارق عادت تائید و نصرت نیز اس کے بے پایاں، فضلوں، رحمتوں اور برکتوں کی آئینہ دار ہیں) بیان کرنے کے بعد حضور نے فرمایا کہ میں نے نصرت جہاں ریزرو فنڈ میں اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی رقوم کو فضل عمر فاؤنڈیشن کی طرح سرمایہ کو نفع مند کاموں پر لگانے اور کام کو اس سے حاصل ہونے والے منافع تک محدود رکھنے کی بجائے بے دریغ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے اور اس طرح تھوڑے سے تھوڑے وقت میں زیادہ سے زیادہ ہیلتھ سنٹرز اور سکولز کھولنے کا فیصلہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے محض للہ اپنے اموال خرچ کرنے کے اس جذبہ کو قبول فرمایا۔ اور ہمارے کام میں ایسی خارق عادت برکت ڈالی کہ نہ صرف یہ کہ سولہ ہیلتھ سنٹرز اور دس نئے ہائر سیکنڈری سکولوں کا قیام عمل میں آیا بلکہ ان پر خرچ ہونے والا ۳۲ لاکھ روپے سے زائد کا سرمایہ جوں کا توں محفوظ بھی رہا۔ اور دو لاکھ سے زائد رقم ایک رنگ میں نفع کے طور پر بچ بھی رہی تاکہ اسے مزید ہیلتھ سنٹرز کھولنے میں استعمال کیا جا سکے۔ اس طرح ہمارے صادق الوعد خدا نے اپنا یہ قرآنی وعدہ بڑی شان سے پورا کر دکھایا کہ:

إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ
سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَّن تَبُورَ ۝ لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُورَهُمْ وَ
يَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ (فاطر آیات ۳۰-۳۱)

یعنی وہ لوگ جو اللہ کی کتاب کو پڑھتے ہیں اور نماز باجماعت ادا کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خفیہ بھی اور ظاہر بھی خرچ کرتے ہیں۔ وہی در اصل ایسی تجارت کی جستجو میں لگے ہوئے ہیں جو کبھی تباہ نہیں ہوگی بلکہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ ان کو ان کے اعمال کے پورے پورے اجر دے گا اور اس کے علاوہ اپنے فضل سے اور بھی زیادہ دے گا اس لئے کہ خدا بہت بخشنے والا اور بہت قدر کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے بے انداز فضلوں، رحمتوں اور برکتوں کے اس مسحورکن تذکرے اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے اس تازہ اور درخشندہ و تابندہ عملی ثبوت پر سامعین فرط مسرت سے جھوم اٹھے اور ناقابل بیان اہتزاز کی اس حالت میں انہوں نے پُرجوش اسلامی نعرے بلند کر کے دلی مسرت اور حمد و شکر کے گہرے جذبات کا اظہار کیا۔

پھر صدر انجمن احمدیہ، تحریک جدید، وقف جدید، فضل عمر فاؤنڈیشن اور اصلاح و ارشاد (تعلیم القرآن) کے زیر انتظام انجام پانے والے کاموں اور ان کے تعلق میں اللہ تعالیٰ کے غیر معمولی فضلوں اور احسانوں کا تذکرہ بھی سامعین کے لئے کچھ کم مسحورکن ثابت نہ ہوا۔ بالخصوص تحریک جدید کے تحت بیرونی ممالک میں چوبیس سے زائد نئی مساجد کی تعمیر اور سترہ نئی جماعتوں کے قیام

(باقی دیکھیں صفحہ ۲۳ پر)

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اپنے اموال کو ایسے موقع پر خرچ کرو جو تمہارے لئے ثواب اور فائدہ کا موجب ہو

اس کی یہی صورت ہے کہ تمہارے مال میں دین کا بھی حصہ ہو تا بدیوں سے بچے رہو

" ابتلاؤں کا آنا ضروری ہے۔ اس سے کوئی بچ نہیں سکتا خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْا اَنْ یَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ۔ یعنی کیا لوگ گمان کر بیٹھے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے اتنی ہی بات پر راضی ہو جاوے کہ وہ کہہ دیں کہ ہم ایمان لائے۔ حالانکہ وہ ابھی امتحان میں نہیں ڈالے گئے۔ اور پھر دوسری جگہ فرماتا ہے۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ یعنی اس وقت تک تم حقیقی نیکی کو حاصل نہیں کر سکتے۔ جب تک تم اس چیز کو خرچ نہ کرو گے جو تم کو سب سے زیادہ عزیز اور محبوب ہے۔

اب غور کرو جبکہ حقیقی نیکی اور رضاء الٰہی کا حصول ان باتوں کے بغیر ممکن ہی نہیں تو پھر نری لاف گزاف سے کیا ہو سکتا ہے صحابہ کا یہ حال تھا کہ ان میں سے مثلاً ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ قدم اور صدق تھا کہ سارا مال ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے اس کی وجہ کیا تھی۔ یہ کہ خدا تعالیٰ کے لئے زندگی وقف کر چکے تھے اور انہوں نے اپنا کچھ بھی نہ رکھا تھا۔ مومن کی بھلائی کے لئے دن بھلے آتے ہیں، تو ایسے موقعوں پر جبکہ اس کو کچھ خرچ کرنا پڑے خوش ہوتا ہے کہ وہ جوہر صدق وصفا کے جو اب تک چھپے ہوئے تھے ظاہر ہوں گے۔ برخلاف اس کے منافق ڈرتا ہے اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ اب اس کا نفاق ظاہر ہو جائے گا

یہ قبرستان کا امر بھی اسی قسم کا ہے۔ مومن اس سے خوش ہوں گے اور منافقوں کا نفاق ظاہر ہو جائے گا"

نے اس امر کو جب تک تواتر سے مجھ پر نہ کھلا پیش نہیں کیا۔ اس میں تو کچھ شک ہی نہیں کہ آخر ہم سب مرنے والے ہیں۔ اب غور کرو کہ جو لوگ اپنے بعد اموال چھوڑ جاتے ہیں۔ وہ اموال ان کی اولاد کے قبضہ میں آتے ہیں۔ مرنے کے بعد انہیں کیا معلوم کہ اولاد کیسی ہو۔ بعض اوقات اولاد ایسی شریر اور فاسق فاجر نکلتی ہے کہ وہ سارا مال شراب خانوں اور زناکاری میں اور ہر قسم کے فسق و فجور میں تباہ کیا جاتا ہے۔ اس طرح پر وہ مال بجائے مفید ہونے کے مضر ہوتا ہے اور چھوڑنے والے پر عذاب کا موجب ہو جاتا ہے جبکہ یہ حالت ہے تو پھر کیوں تم اپنے اموال کو ایسے موقعہ پر خرچ نہ کرو جو تمہارے لئے ثواب اور فائدہ کا باعث ہو۔ اس کی یہی صورت ہے کہ تمہارے مال میں دین کا بھی حصہ ہو۔ اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ اگر تمہارے مال میں دین کا بھی حصہ ہے تو اس بدی کا تدارک ہو جائے گا جو اس مال کی وجہ سے پیدا ہوئی ہو۔ یعنی جو بدی اولاد کرتی ہے۔

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم اس بات کو خوب یاد رکھو کہ جیسا کہ قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے اور ایسا ہی دوسرے نبیوں نے بھی کہا ہے یہ سچ ہے کہ دولتمند کا بہشت میں داخل ہونا ایسا ہی ہے جیسے اونٹ کا سوئی کے ناکہ میں داخل ہونا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اس کا مال اس کے لئے بہت سی روکوں کا موجب ہو جاتا ہے۔ اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا مال تمہارے واسطے ہلاکت اور ٹھوکر کا باعث نہ ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور اسے دین کی اشاعت اور خدمت کیلئے وقف کرو۔

یقیناً یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک وہی مومن ہے اور وہی بیعت میں داخل ہوتا ہے جو دین کو دنیا پر مقدم کرلے جیسا کہ وہ بیعت کے وقت کہتا ہے۔ اگر دنیا کی اغراض کو مقدم کرتا ہے تو وہ اس اقرار کو توڑتا اور خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ مجرم ٹھہرتا ہے۔ پس اسی غرض سے یہ اشتہار (الوصیت) میں نے خدا کے اِذن سے دیا ہے سچی بات یہی ہے سال دیگر را کہ مے داند حساب۔ لیکن جبکہ خدا تعالیٰ کی متواتر وحی نے مجھ پر کھولا کہ وقت قریب ہے اور اجلِ مقدّر کا الہام ہوا تو مَیں نے اللہ تعالیٰ ہی کے اشارہ سے یہ اشتہار دیا کہ تا آئندہ کے لئے اشاعتِ دین کا سامان ہو اور تا لوگوں کو معلوم ہو کہ اٰمنّا و صدقنا کہنے والوں کی عملی حالت کیا ہے۔

یقیناً یاد رکھو کہ جب تک انسان کی عملی حالت درست نہ ہو۔ زبان کچھ چیز نہیں۔ یہ نری لاف وگزاف ہے

زبان تک جو ایمان رہتا ہے اور دل میں داخل ہو کر اپنا اثر عملی حالت پر نہیں ڈالتا وہ منافق کا ایمان ہے سچا ایمان وہی ہے جو دل میں داخل ہو اور اعمال کو اپنے اثر سے رنگین کر دے۔ سچا ایمان ابوبکرؓ اور دوسرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تھا کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال تو مال جان تک کو دے دیا اور اس کی پرواہ بھی نہ کی۔ جان سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں ہوتی۔ مگر صحابہ نے اسے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دیا۔ انہوں نے کبھی اس بات کی پرواہ بھی نہیں کی کہ بیوی بیوہ ہو جائیگی یا بچے یتیم رہ جائیں گے بلکہ وہ ہمیشہ اسی آرزو میں رہتے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں ہماری زندگیاں قربان ہوں۔

مجھے ہمیشہ خیال آتا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا نقش دل پر ہو جاتا ہے۔ کیسی بابرکت وہ قوم تھی اور آپ کی قوتِ قدسیہ کا کیسا قوی اثر تھا کہ اس قوم کو اس مقام تک پہنچا دیا۔ غور کر کے دیکھو کہ آپ نے ان کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ ایک حالت اور وقت ان پر ایسا تھا کہ تمام محرمات ان کے لئے شیر مادر کی طرح تھیں۔ چوری شراب خوری زنا فسق و فجور سب کچھ تھا۔ غرض کونسا گناہ تھا جو ان میں نہ تھا لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت اور تربیت سے ان پر وہ اثر ہوا اور ان کی حالت میں وہ تبدیلی پیدا ہوئی کہ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی شہادت دی اور کہا اللہ اللہ فی اصحابی گویا بشریت کا چولہ اتار کر مظہر اللہ ہو گئے تھے اور ان کی حالت فرشتوں کی سی ہو گئی تھی جو یفعلون ما یؤمرون کے مصداق ہیں۔ ٹھیک ایسی ہی حالت صحابہؓ کی ہو گئی تھی۔ ان کے دلی ارادے اور نفسانی جذبات بالکل دور ہو گئے تھے۔ ان کا اپنا کچھ رہا ہی نہ تھا نہ کوئی خواہش تھی اور نہ آرزو بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو۔ اس کے لئے وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں بکریوں کی طرح ذبح ہو گئے قرآن شریف ان کی اس حالت کے متعلق فرماتا ہے۔ مِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا۔ یہ حالت انسان کے اندر پیدا ہو جانا آسان بات نہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں جان دینے کو آمادہ ہو جائے مگر صحابہؓ کی حالت بتاتی ہے کہ انہوں نے اس فرض کو ادا کیا جب انہیں حکم ہوا کہ اس راہ میں جان دے دو۔ پھر وہ دنیا کی طرف نہیں جھکے۔ پس یہ ضروری امر ہے کہ تم دین کو دنیا پر مقدم کر لو۔" (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۲۹۴ تا ۲۹۸)

منظوم عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

أَتَنْسَوْنَ يَوْمًا مَّا بِهِ النَّاسُ أُنْذِرُوْا

(کیا تم اُس دن کو بھلاتے ہو جس سے سب ڈرائے گئے ہیں۔)

رَفِيْعٌ عَلِيٌّ كَيْفَ يُدْرَكُ كُنْهُهُ — إِذَا مَا تَرَقَّتْ عَيْنُنَا تَتَحَيَّرُ

خدا برتر اور بلند ہے اس کی کنہ کیسے دریافت ہو سکے — ہماری آنکھ جہاں تک ترقی کرتی ہے حیران رہ جاتی ہے

أَتَعْصُوْنَ بَغْيًا مَنْ بِهِ الْخَلْقُ آمَنُوْا — أَتَنْسَوْنَ يَوْمًا مَّا بِهِ النَّاسُ أُنْذِرُوْا

کیا تم بغاوت سے اس خدا کے نافرمان بنتے ہو جس کو سب نے مان لیا ہے۔ کیا تم اس دن کو بھلاتے ہو جس سے سب ڈرائے گئے ہیں۔

وَكَيْفَ يَكُوْنُ الْعَبْدُ كَابْنٍ لِرَبِّهِ — فَسُبْحَانَ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا تَصَوَّرُوْا

ایک بندہ خدا کے بیٹے کی طرح کیسے ہو سکتا ہے۔ — رب العرش اس سے جو وہ خیال کرتے ہیں پاک ہے

وَقَدْ مَاتَ عِيْسٰى لَيْسَ حَيًّا وَإِنَّنَا — نَرُدُّ عَلٰى مَنْ قَالَ حَيٌّ وَنَزْجُرُ

بے شک عیسٰی مر چکا ہے اور ہرگز زندہ نہیں اور جو قائل ہو کہ زندہ ہے ہم اس کی تردید کرتے ہیں۔

وَأَخْبَرَنِيْ رَبِّيْ بِمَوْتِ مَسِيْحِكُمْ — وَكَانَ هُوَ الْأَوْلٰى وَأَتْقٰى وَأَجْدَرُ

خدا نے مجھے تمہارے مسیح (عیسٰی) کی موت کی خبر دی ہے اور وہ اولٰی اور اتقٰی تر اور سزاوار ہے۔

وَإِنَّ جُنُوْدَ الْأَنْبِيَاءِ وَحِزْبَهُمْ — أُلُوْفٌ فَهَلْ تَرَيَنَّ كَابْنِكَ آخَرُ

ہزاروں انبیاء اور خدا کے بندے گزرے ہیں۔ — کیا تیرے اکلوتے کی طرح کوئی اور بھی ہے یا نہیں

فَإِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ كَقَوْلِكُمْ — فَشَجْرَةُ نَسْلِ اللّٰهِ تَنْمُوْ وَتَكْثُرُ

اگر تمہارے قول کے مطابق خدا کا بیٹا ہو سکتا ہے — تو خدا کی نسل تو بڑھ گئی اور بہت ہو گئی ہوگی۔

(کرامات الصادقین)

منظوم فارسی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہر کہ از خود گم شود او یابد آں راہِ صواب

(جو خودی کا تارک ہو اسی کو وہ صحیح راستہ ملتا ہے)

روئے دلبر از طلبگاراں نمے دارد حجاب
دلبر کا چہرہ طالبوں سے پوشیدہ نہیں ہے
می درخشد در خور و مے تابد اندر ماہتاب
وہ سورج میں بھی چمکتا ہے اور چاند میں بھی

لیکن آں روئے حسیں از غافلاں ماند نہاں
لیکن وہ حسین چہرہ غافلوں سے پوشیدہ ہے
عاشقے باید کہ بردارند از بہرش نقاب
سچا عاشق چاہیئے تاکہ اس کی خاطر نقاب اٹھائی جائے

دامنِ پاکش ز نخوتہا نمے آید بدست
اس کا مقدس دامن تکبّر سے ہاتھ نہیں آتا۔
ہیچ راہے نیست غیر از عجز و درد و اضطراب
اس کے لئے کوئی راہ سوائے انکسار درد اور بیقراری کے نہیں ہے

بس خطرناک است راہِ کوچۂ یارِ قدیم
اس محبوبِ ازلی کا راستہ بہت خطرناک ہے۔
جاں سلامت بایدت از خود رویہا سر بتاب
اگر تجھے جان کی سلامتی چاہیئے تو خود روی کو ترک کر دے

تا کلامش فہم و عقلِ ناسزایاں کم رسد
نااہل لوگوں کی عقل اس کے کلام کی تہ تک نہیں پہنچ سکتی۔
ہر کہ از خود گم شود او یابد آں راہِ صواب
جو خودی کا تارک ہو اسی کو وہ صحیح راستہ ملتا ہے

اے کہ گوئی گر دعاہا را اثر بودے کجا است
اے وہ شخص جو کہتا ہے کہ اگر دعاؤں میں اثر ہے تو دکھاؤ وہ کہاں ہے
سوئے من بشتاب بنمایم ترا چوں آفتاب
میری طرف دوڑ تا کہ میں تجھے سورج کی طرح وہ اثر دکھا دوں

ہاں مکن انکار زیں اسرارِ قدرت ہائے حق
خبردار خدا کی قدرتوں کے بھیدوں کا انکار نہ کر
قصہ کوتہ کن ببیں از ما دعائے مستجاب
بات ختم کر اور ہماری ایک قبول شدہ دعا دیکھ لے

(برکات الدعاء)

قومی کردار کی حفاظت کے متعلق ایک قرآنی ہدایت

(رقم فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے سورۃ النور کی آیات ۱۵ تا ۲۱ کی (جن میں برائیوں کا عام تذکرہ کرنے سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے) تفسیر بیان کرتے ہوئے علم النفس کے ایک قرآنی نکتہ پر بہت دلنشین پیرائے میں روشنی ڈالی ہے۔ یہ نکتہ قوموں کی ترقی میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ افادۂ احباب کی غرض سے تفسیر کا یہ حصہ ذیل میں ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

ان آیات میں خدا تعالےٰ نے علم النفس کا ایک ایسا نکتہ بیان کیا ہے جو قرآن کریم کے کلامِ الٰہی ہونے کا ایک زبردست ثبوت ہے۔ کیونکہ علم النفس کی تحقیق پہلے زمانہ میں نہیں ہوئی تھی۔ یہ تحقیق انیسویں صدی میں شروع ہوئی۔ اب بیسویں صدی میں اس نے ایک علم کی صورت اختیار کی ہے۔

وہ مسئلہ جو قرآن کریم نے ان آیات میں بیان فرمایا ہے یہ ہے کہ بُری باتوں کا مجلس میں ذکر نہیں کرنا چاہیئے ورنہ وہی بُرائیاں لوگوں میں کثرت کے ساتھ پھیل جائیں گی بے شک دنیا میں لوگ کثرت سے ڈاکہ اور چوری وغیرہ بُرے افعال سے نفرت کرتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر ان کا ذکر لوگوں میں کثرت سے ہونے لگے تو تھوڑے ہی دنوں میں تم دیکھو گے کہ ڈاکہ کی وارداتیں زیادہ ہونے لگی ہیں۔ جیسے گجرات، شیخوپورہ اور گوجرانوالہ وغیرہ میں کئی بڑے بڑے شریف نمازی اور تہجد گزار کہلانے والے دوسرے کی بھینس کو کھول کر گھر لے آئیں گے اور اس بات کا ذرا بھی احساس نہیں کریں گے کہ انہوں نے کوئی بُرا کام کیا ہے۔ میرے ایک دفعہ گھوڑے چوری ہوگئے تو ایک احمدی نے جو پہلے چوروں کے ساتھ مل کر چوریاں کیا کرتے تھے مجھے کہلا بھیجا کہ آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم سارے علاقے کو سیدھا کر دیتے ہیں۔ مَیں نے پیغامبر کو جواب دیا کہ ان سے کہہ دینا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے میں توبہ کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اب یہی بہتر ہے کہ آپ اپنی توبہ پر قائم رہیں اور اس کو توڑنے کی کوشش نہ کریں۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور گھوڑے دے دے گا۔ غرض بعض علاقوں میں جانوروں کی چوری کی اتنی کثرت ہے کہ اُسے اعلیٰ درجہ کا بہادری کا فن سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً گجرات کے علاقہ میں ہی بعض اقوام میں پہلے یہ رواج ہوا کرتا تھا گو غالباً اب نہیں کہ بیٹے کو پگڑی نہیں پہناتے تھے۔ جب تک وہ ایک چوری کی بھینس اپنی بہن کو لا کر نہ دیتا تھا۔ لڑکا جب جوان ہو جاتا اور پگڑی اس کے سر پر نہ ہوتی تو اپنے رشتہ دار اسے طعنے دیتے اور کہتے تھے بے حیا

اتنا بڑا ہوگیا ہے۔ مگر اب تک اس سے اتنا بھی نہیں ہو سکا کہ ایک بھینس چرا کر اپنی بہن کو لادے اور اپنے سر پر پگڑی بندھوائے۔ اس طرح ہر نوجوان کو چوری پر مجبور کیا جاتا اور وہ بڑا ہو کر جانوروں کا چور بنتا۔

ہماری جماعت کے ایک مخلص دوست جو اب مخلص احمدی ہیں جب شروع شروع میں یہاں آئے تو ان کا ایک لڑکا ان کے ساتھ تھا جس کے سر پر پگڑی نہیں تھی۔ حضرت اُم المومنینؓ نے گھر میں ان کی اہلیہ سے دریافت کیا کہ اس بچہ کے سر پر پگڑی کیوں نہیں تو اس نے بتایا کہ جب یہ کسی کی بھینس چرا کر اپنی بہن کو لادے گا۔ تب اس کے سر پر پگڑی باندھی جائے گی کیونکہ یہ ہمارے علاقہ کا دستور ہے۔ گو وہ دوست ہمیشہ یہ واقعہ سنکر شرمندہ ہوا کرتے تھے اور کہتے تھے یہ بات نہیں تھی، میرے گھر والوں نے صرف ہنسی سے ایسا ذکر کیا تھا۔ مگر بہرحال ان کے علاقہ میں یہ رواج تو تھا تبھی ان کی اہلیہ نے اس کا ذکر کیا۔ ۔ ۔ ۔

اب یہ رسم جوان علاقوں میں ہے اس کی یہی وجہ ہے کہ ان اضلاع میں چونکہ ہر وقت جانوروں کی چوری کا ذکر ہوتا رہتا ہے اس لئے سارے علاقہ میں چوری کا رواج ہوگیا۔ یوں اگر وہ سنیں کہ کسی نے دوسرے کا روپیہ اٹھالیا ہے تو وہ بھی بُرا مناتے ہیں۔ لیکن جانوروں کی چوری کے ذکر پر ان کے دلوں میں کوئی احساس پیدا نہیں ہوتا کیونکہ اس کا ذکر ان میں عام ہے۔ اور جس بدی کا ذکر عام ہو جائے وہ قوم کے افراد میں پھیل جاتی ہے۔ اسی طرح پٹھانوں میں قتل کا رواج ہے اور وہ اسے کوئی عیب نہیں سمجھتے۔ کیونکہ ہر وقت ان میں قتل کا چرچا رہتا ہے۔ مشہور ہے کہ کسی پٹھان کا لڑکا ایک ہندو سے پڑھتا تھا۔ ایک دن استاد کسی بات پر ناراض ہوا تو لڑکے نے تلوار اٹھالی اور چاہا کہ اسے قتل کردے۔ وہ ہندو آگے آگے بھاگا اور لڑکا پیچھے پیچھے۔ وہ بھاگتا جارہا تھا کہ راستہ میں اس لڑکے کا باپ مل گیا۔ اس نے یہ سمجھتے ہوئے کہ باپ اسے روک دے گا۔ کہا خان صاحب! دیکھئے آپ کا لڑکا مجھے قتل کرنا چاہتا ہے اسے روکئے۔ اب خان صاحب بجائے اس کے کہ اپنے لڑکے کو روکتے اس ہندو کو گالی دے کر کہنے لگے او بنئے کیا کر رہا ہے، میرے بیٹے کا پہلا وار ہے خالی نہ جائے۔

غرض جب اشاعتِ فحش ہو اور بدی کا ذکر عام طور پر لوگوں کی زبان پر ہو تو وہ بدی قوم میں پھیل جاتی ہے۔ اسی لئے ہماری شریعت نے عیوب کا عام تذکرہ ممنوع قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جو اولی الامر ہیں ان تک بات پہنچادو اور خود خاموش رہو۔ اگر ایسا نہ کیا جائے اور ہر شخص کو یہ اجازت ہو کہ وہ دوسرے کا جو عیب بھی سنے اسے بیان کرتا پھرے تو اس کے نتیجہ میں قلوب میں سے بدی کا احساس مٹ جاتا ہے اور بُرائی پر دلیری پیدا ہو جاتی ہے۔ پس اسلام نے بدی کی اس جڑ کو مٹا دیا اور حکم دیا کہ تمہیں جب کوئی بُرائی معلوم ہو تو اولی الامر کے پاس معاملہ پہنچاؤ جو سزا دینے کا بھی اختیار رکھتے ہیں اور تربیتِ نفوس اور اصلاحِ قلوب کے لئے اور تدابیر بھی اختیار کر سکتے ہیں۔ اس طرح بدی کی تشہیر نہیں ہوگی، قوم کا کیریکٹر محفوظ رہے گا، اور لوگوں کی اصلاح بھی ہو جائے گی۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(A)

[illegible]

[illegible]

ممتنب ہے۔ آدم کی ہر نسل خواہ آپؐ سے پہلے گزری یا آپؐ کی بعثت کے بعد قیامت تک پیدا ہوگی۔ آپ کی وسیع رحمت کا جوا اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے ہے۔ آپؐ کے ذریعہ سے جو شریعت اور دین دنیا کو دیا گیا وہ کامل اور مکمل اور آخری دین اور آخری شریعت ہے کسی زمان و مکان سے مختص نہیں۔ آپؐ کا فیض عام اور ساری دنیا میں بسنے والوں کو اپنی رحمت کے پروں کے نیچے لئے ہوئے ہے۔ آیئے اب آپؐ کی حیاتِ طیبہ پر نظر ڈالیں اور آپؐ کی رحمت کی وسعت کی کچھ جھلکیاں دیکھیں۔

ہجرت سے قبل مکہ میں مسلمانوں پر اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر جو بہیم مظالم ہو رہے تھے اس داستان کو دہرانے کے لئے بھی دل پر پتھر رکھنا پڑتا ہے۔ اس زمانہ میں آپؐ کے ایک صحابی حضرت خباب بن الارت نے عرض کیا یا رسول اللہ! دشمنوں کے حق میں بد دعا فرمایئے۔ یہ سنکر حضور کا چہرہ مبارک سرخ ہوگیا (بخاری بعث النبی صلے اللہ علیہ وسلم)

ایک اور موقعہ پر چند صحابہؓ نے ملکر اسی قسم کی بات کی تو آپؐ نے فرمایا "میں دنیا کے لئے لعنت نہیں بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں" (مشکوٰۃ اخلاق النبی صلے اللہ علیہ وسلم)

وہ قریش جنہوں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کو تین سال تک شعب ابی طالب میں محصور رکھا اور جو آپؐ کے پاس غلہ کے ایک دانہ کے پہنچنے کے بھی روادار نہ تھے۔ جب ان کی شرارتوں کی پاداش میں اللہ تعالےٰ نے مکہ میں قحط کا عذاب نازل فرمایا یہاں تک کہ لوگ ہڈیاں اور مردار کھانے لگے تو ابوسفیان نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔ محمد! تمہاری قوم ہلاک ہو رہی ہے۔ خدا سے دعا کرو کہ یہ مصیبت دور ہو۔ آپؐ نے فوراً دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور حضور کی دعا کی برکت سے اللہ تعالےٰ نے اس مصیبت سے ان کو نجات دی (بخاری تفسیر سورۃ دخان)

جنگِ اُحد میں دشمنوں نے آپؐ پر پتھر برسائے، تیر برسائے، تلواروں سے حملے کئے۔ آپؐ کے دندان مبارک کو زخمی کیا۔ آپؐ کی جبینِ مبارک لہو لہان ہوگئی۔ لیکن آپؐ نے ان سب حملوں کا دفاع سینہ سپر پر روکا وہ صرف یہ دعا تھی۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ اے میرے رب ان کو معاف کر دے اور ان کو ہدایت بخش یہ نادان ہیں۔ کتنے پیارے الفاظ ہیں۔ کتنی لجاجت اور الحاح سے اللہ تعالےٰ کی رحمت کو پکارا گیا ہے۔

"میری قوم" کے الفاظ پر غور کریں جن سے اللہ تعالےٰ کے غضب کی بجائے رحمت کا سلوک کرنے کی فریاد ہے اور لَا یَعْلَمُوْنَ کے الفاظ میں التجا ہے کہ جان بوجھ کر یہ لوگ ایسا نہیں کر رہے۔ لاعلمی کی وجہ سے یہ حرکات ان سے سرزد ہو رہی ہیں اسی لئے میں تجھ سے ان کی ہدایت کا طالب ہوں غضب اور عذاب کا نہیں۔

دوس کا قبیلہ یمن میں رہتا تھا۔ طفیل بن عمرو دوسی اسی قبیلہ کے رئیس تھے اور ابتدائی اسلام قبول کرنے والوں میں سے تھے ایک مدت تک وہ اپنے قبیلہ کو اسلام کی دعوت دیتے رہے لیکن وہ لوگ کفر پر مصر رہے۔ آخر کار حضرت طفیل ابن عمرو حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے قبیلہ کی حالت عرض کرکے گزارش کی کہ ان کے لئے بددعا فرمایئے لوگوں نے جب یہ سنا تو کہنے لگے کہ اب دوس کی بربادی میں کوئی شک نہیں رہا۔ حضورؐ نے جن الفاظ میں دعا فرمائی وہ یہ تھے:۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَّ ائْتِ بِهِمْ

اے خدا اہلِ دوس کو ہدایت عطا فرما اور ان کو اسلام کی طرف لا　(مسلم مناقب دوس)

غزوۂ حنین میں جب دشمن شکست کھا کر طائف کے قلعہ میں محصور ہو گیا اور مسلمانوں نے اس کا محاصرہ کر رکھا تھا تو اس وقت آپؐ کے علم میں یہ بات لائی گئی کہ محصورین خوراک کی قلت کی وجہ سے مشکل میں ہیں اور عورتیں اور بچے تکلیف برداشت کر رہے ہیں تو آپؐ نے محاصرہ اٹھانے کا حکم دے دیا۔ اہلِ مکہ نے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو سننے سے انکار کر دیا اور یہ فیصلہ کر لیا کہ مارو اور پیٹو مگر بات بالکل نہ سنو تو قریش مکہ کی بے اعتنائیاں دیکھ کر آپؐ نے طائف کا قصد فرمایا تا اہلِ طائف کو پیغامِ حق پہنچائیں۔ مگر اس پیغام کی طرف توجہ کرنے کی بجائے ان کا ردِ عمل یہ تھا کہ جب آپؐ بازار میں نکلتے تو آپؐ کا تمسخر اڑایا جاتا۔ آپؐ پر پتھروں کی بارش کی جاتی یہاں تک کہ آپؐ کی جوتیاں خون سے بھر بھر جاتیں۔ جب آپؐ زخموں سے چور ہو کر بیٹھ جاتے تو آپؐ کو پکڑ کر کھڑا کر دیا جاتا۔ اور جب آپؐ چلنے لگتے تو آپؐ پر پتھر پھینکے جاتے۔ اور تالیاں بجا بجا کر تمسخر اور استہزا کیا جاتا۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپؐ کو کبھی جنگِ اُحد والے دن سے بھی زیادہ تکلیف پہونچی ہے۔ آپؐ نے فرمایا عائشہ تیری قوم کی طرف سے مجھے بڑی بڑی سخت گھڑیاں دیکھنی پڑی ہیں اور پھر آپ نے طائف کے حالات سنائے اور فرمایا کہ اس سفر سے واپسی پر میرے پاس پہاڑوں کا فرشتہ آیا اور کہنے لگا کہ مجھے خدا نے آپؐ کے پاس بھیجا ہے۔ اگر ارشاد ہو تو میں یہ پہلو کے دونوں پہاڑ ان لوگوں پر پیوست کر کے ان کا خاتمہ کر دوں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں نہیں۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالےٰ انہی لوگوں میں سے وہ لوگ پیدا کریگا جو خدائے واحد کی پرستش کریں گے۔

آپؐ کی روز و شب کی یہی دعائیں تھیں کہ آپؐ کے مخالف خدائی آواز پر لبیک کہیں اور اللہ تعالےٰ کی رحمت کو سمیٹ لیں اور اس کے غضب سے بچ جائیں۔ یہی درد اور سوز تھا جو آپؐ کی جان کو ہلکان کئے ہوئے تھا جس کو دیکھ کر اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو مخاطب کرکے فرمایا۔

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ　(الشعراء آیت ۴)

نیز فرمایا:- فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا (الکہف آیت ۷)

یہ آیات آپ کی انسانی ہمدردی اور مخلوقِ خدا کی اصلاح کے فکر و غم کے وسیع مضمون پر مشتمل ہیں۔ آپ کے مخالفین کے اسلام نہ لانے یا اسلام کی طرف توجہ نہ کرنے سے طبعاً آپ کے دل میں خوف پیدا ہوتا تھا کہ اس دشمنی اور عناد کے نتیجہ میں کہیں اللہ تعالیٰ کا غضب ان کو ہلاک نہ کر دے۔ اس ہمدردی اور انسانی اخوت کا غم آپ کو اس حد تک کھائے جا رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ اس غم سے تُو تو ہلاک ہوا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے انبیاء سے یہ دنیا بھی عجیب معاملہ کرتی ہے وہ تو ان کے غم اور فکر میں ہلاک ہوئے جاتے ہیں اور اپنے ربِ رحیم سے ان کے لئے رحم کے طالب رہتے اور گریہ و زاری سے عذاب کے دور کرنے کی التجائیں کرتے ہیں اور مخالفین انہی محسنوں کو ہلاک کرنے کے منصوبے باندھ رہے ہوتے ہیں۔ بغیر کسی بدلہ کی خواہش کے بے لوث محبت اور ہمدردی کا ایسا شقی ردِ عمل انسانیت کی توہین نہیں تو اور کیا ہے۔

اوپر جو واقعہ بیان ہوا ہے اسی قسم کا واقعہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں بھی نظر آتا ہے۔ حضرت مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک مقرب صحابی تھے اور حضور کے گھر کے ایک حصہ میں ہی رہائش رکھتے تھے بیان فرماتے ہیں:-

"ایک مرتبہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو علیحدگی میں دعا کرتے سنا اور یہ نظارہ دیکھ کر محو حیرت ہو گیا کہ آپ کی دعا میں اس قدر درد اور سوزش تھی کہ سننے والے کا پتہ پانی ہوتا تھا اور آپ اس طرح آستانۂ الٰہی پر گریہ و زاری کر رہے تھے کہ جیسے کوئی عورت دردِ زہ سے بیقرار ہو۔ میں نے غور سے سنا تو آپ مخلوقِ خدا کے واسطے طاعون کے عذاب سے نجات کے لئے دعا فرما رہے تھے کہ الٰہی اگر یہ لوگ طاعون کے عذاب سے ہلاک ہو گئے تو پھر تیری عبادت کون کرے گا۔"

اب میں ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بعض اقتباسات سناتا ہوں۔ حضور اپنی تصنیف اربعین میں فرماتے ہیں:-

"میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کر دیتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے ایک والدہ مہربان اپنے بچوں سے کرتی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر

ایک بدعملی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول (اربعین ص۲)

انبیاء اور مصلحین مخلوق کی بھلائی اور ہمدردی کا ایک طبعی جوش اپنے اندر پاتے ہیں۔ اشد ترین معاندین و مخالفین کے لئے بد دعا کرنا بھی ان کی فطرت قبول نہیں کرتی۔ یہی حال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا۔ آپ نے ہر قسم کی ایذا دہی، مخالفت، بغض اور دشمنی کے باوجود کبھی بد دعا کے لئے ہاتھ نہیں اٹھائے۔ جب مخالفت کی آگ حد سے بڑھ گئی تو اپنے معاندین کو متوجہ کرنے کے لئے ایک ایسا طریق اختیار کیا جو ہر اس شخص کے دل کو دہلا دینے کے لئے کافی تھا جو ذرہ بھر بھی انسانی شرافت کا مادہ رکھتا ہو آپ اپنی ایک فارسی نظم میں فرماتے ہیں ؎

اے قدیر و خالقِ ارض و سما — اے رحیم و مہربان و رہنما
اے کہ داری تو بردلہا نظر — اے کہ از تو نیست چیزے مستتر
گر تو مے بینی مرا پُر فسق و شر — گر تو دید استی کہ ہستم بد گہر
پارہ پارہ کُن منِ بدکار را — شاد کن ایں زمرۂ اغیار را
آتش افشاں بر در و دیوارِ من — دشمنم باش و تبہ کن کارِ من

یعنی اے میرے قادر و قدیر خدا! اے وہ جو زمین و آسمان کا واحد خالق و مالک ہے! اے وہ جو اپنے بندوں پر بے انتہا رحم کرنے والا اور ان کی ہدایت کا بے حد آرزومند ہے۔ ہاں اے میرے آسمانی آقا جو لوگوں کے دلوں کی گہرائیوں پر نظر رکھتا ہے جس پر زمین و آسمان کی کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں، اگر تو دیکھتا ہے کہ میرا اندرونہ فسق و فساد اور فتنہ و شر کی نجاست سے بھرا ہوا ہے۔ اگر تو مجھے ایک بدفطرت اور ناپاک سیرت انسان خیال کرتا ہے تو میں تجھے تیرے جبروت کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ مجھ بدکار کو پارہ پارہ کر کے رکھ دے اور میرے مخالفوں کے دلوں کو ٹھنڈا کر، تو میرے در و دیوار پر اپنے عذاب کی آگ برسا اور میرا دشمن بن کر میرے کاموں کو تباہ و برباد کر دے۔ لیکن اگر تو جانتا ہے کہ میں تیرا اور صرف تیرا ہی بندہ ہوں اور اگر تو دیکھ رہا ہے کہ صرف تیرا ہی مبارک آستانہ میری پیشانی کی سجدہ گاہ ہے۔ اگر تو میرے دل میں اپنی وہ بے پناہ محبت پاتا ہے جس کا راز اس وقت دنیا کی نظروں سے پوشیدہ ہے تو اے میرے پیارے آقا! تو مجھے اپنی محبت کا کرشمہ دکھا اور میرے عشق کے پوشیدہ راز کو لوگوں پر ظاہر فرما دے۔ ہاں اے وہ جو ہر متلاشی کی طرف خود چل کر آتا ہے اور ہر اس شخص کے دل کی آگ سے واقف ہے جو تیری محبت میں جل رہا ہے میں تجھے اس محبت کے پودے کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ جو میں نے تیرے لئے اپنے دل کی گہرائیوں میں لگا رکھا ہے کہ تو میری بریت کے لئے باہر نکل آ۔ ہاں ہاں اے وہ جو میری پناہ اور میرا سہارا اور میری حفاظت کا قلعہ ہے، وہ محبت کی آگ جو تو نے اپنے ہاتھ سے میرے دل میں روشن کی ہے اور جس کی وجہ سے میرے دل و دماغ میں تیرے سوا ہر دوسرا خیال جل کر راکھ ہو چکا ہے تو اب اسی آگ کے ذریعہ میرے پوشیدہ چہرے کو دنیا پر ظاہر کر دے اور میری تاریک رات

کو دن کی روشنی میں بدل دے۔

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء اور مرسلین کے دلوں میں انسانی ہمدردی اور مواخات کا ایسا گہرا نقش جمایا ہوتا ہے کہ اللہ کے یہ بندے ہر آن بنی نوع انسان کی بہتری بہبودی اور فلاح کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ اور وہ جو ان سب کا سردار آقا اور مطاع اور اولین و آخرین کا سرتاج اور سما کے روحانی کا بدر کامل اور اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت کا اتم و اکمل مظہر تھا اور پیدائش انسانی کا جواز بنا جس کا اظہار اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں فرمایا کہ

لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ

اس کے دل کی کیفیت کا ہلکا سا اندازہ لگانے کے لئے بھی بہت اونچی پرواز کی ضرورت ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ (الاحزاب آیت ۵۷)

آپ کی ساری زندگی ہی اس آیت میں بیان فرمودہ حقیقت کی عملی تفسیر اور اس کی سچائی کی آئینہ دار ہے۔

ا۔ جب آپؐ کسی سفر پر روانہ ہوتے تو کسی کو ساتھ پیدل نہ چلنے دیتے یا اپنے ہمراہ سوار کرتے یا واپس بھجوا دیتے۔

ب۔ نماز میں بچہ کے رونے کی آواز سنکر نماز ہلکی فرما دیتے۔

ج۔ ایسا مقروض جو باوجود خواہش اور کوشش کے قرض ادا کرنے کے قابل نہ ہوتا اس کا قرض بیت المال سے ادا کروا دیتے۔

د۔ غلامی کی ہر شق کا قلع قمع (باقی)

خدا تعالیٰ کے صادق اور راستباز لوگوں کی صحبت اختیار کرو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"نفس اور اخلاق کی پاکیزگی حاصل کرنے کا ایک بڑا ذریعہ صحبتِ صادقین بھی ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ اشارہ فرماتا ہے کہ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ یعنی تم خدا تعالیٰ کے صادق اور راستباز لوگوں کی صحبت اختیار کرو تا کہ ان کے صدق کے انوار سے تم کو بھی حصہ ملے۔ جو مذاہب تفرقہ پسند کرتے ہیں اور الگ الگ رہنے کی تعلیم دیتے ہیں وہ یقیناً وحدتِ جمہوری کی برکات سے محروم رہتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے تجویز کیا کہ ایک نبی ہو جو کہ جماعت بناوے اور اخلاق کے ذریعہ آپس میں تعارف اور وحدت پیدا کرے۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۱۳۰)

آسمان سے فضلوں، رحمتوں اور برکتوں کی موسلادھار بارش ۔ بقیہ صفحہ ۸

کی خوشخبری ان کے لئے انتہائی ایمان افروز ثابت ہوئی۔ اس طرح حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب کے دوران لمحہ بہ لمحہ ان کے ایمانوں کو ایک نئی پختگی، قلوب واذہان کو ایک نئی جلاء اور روحوں کو ایک نئی بالیدگی ملتی چلی گئی جس کے زیر اثر وہ وجد کی سی حالت میں یہ تقریر دلپذیر سنتے اور سر دُھنتے رہے۔ یہ ایک عجیب کیف آور سماں تھا جس نے اپنی انقلاب انگیز تاثیر کے زیر اثر دل بدل کر رکھ دیئے۔

---

۲۸ دسمبر کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اختتامی خطاب میں جماعت احمدیہ کے قیام کی بنیادی اغراض میں سے ایک غرض پر نہایت عالمانہ انداز میں روشنی ڈال کر احباب جماعت کو اس تعلق میں ان کی ایک اہم ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی۔ حضور کی یہ تقریر قرآنی علوم ومعارف اور حقائق ودقائق کا ایک بیش بہا خزینہ تھی جو احباب کے لئے علمی اور روحانی سیری وسیرابی کا موجب ہو کر ان کے لئے ازحد روح پرور اور بصیرت افروز ثابت ہوئی۔ حضور نے اس تقریر میں حسب ذیل قرآنی آیت کی نہایت ہی لطیف تفسیر بیان فرمائی کہ:۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ
يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝ (الاحزاب آیت ۲۲)

تمہارے لئے یعنی ان لوگوں کے لئے جو اللہ اور اخروی دن سے ملنے کی امید رکھتے ہیں اور اللہ کا بہت ذکر کرتے ہیں اللہ کے رسول میں ایک اعلیٰ نمونہ ہے جس کی انہیں پیروی کرنی چاہیئے

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی متعدد آیات سے استنباط کرتے ہوئے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسوۂ حسنہ کی پیروی کے سلسلہ میں بعض بنیادی اصول بیان فرما کر اس پیروی کی حدود طریق کار اور اس کے طیب شیریں ثمرات کی خود تعیین فرمادی ہے تاکہ ہر شخص اپنی اپنی استعداد کے مطابق حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرکے اپنے اپنے دائرہ استعداد میں کمال حاصل کرے اور عند اللہ فائز المرام ٹھہرے۔

حضور نے واضح فرمایا کہ (۱) پہلی بنیادی بات یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم انسان کامل ہیں۔ آپ کی ذات میں دائرہ استعدادات بشریہ اپنے کمال کو پہنچا ہے اس لئے آپ نے اپنی خداداد قوتوں کی نشوونما کو اپنے کمال تک پہنچایا۔ لہذا آپ خداداد قوتوں کو نشوونما دے کر انہیں کمال تک پہنچانے کے لحاظ سے نوع بشر کے لئے قیامت تک کے واسطے اسوۂ حسنہ ہیں۔ ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسوۂ نبوی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنے اپنے دائرہ استعداد میں اپنی قوتوں کو کمال تک پہنچائے۔ (۲) دوسری بنیادی بات یہ ہے کہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صفاتِ باری کے مظہرِ اتم ہیں اس لئے اپنی قوتوں کی نشوونما میں اس امر کا لحاظ ضروری ہے کہ ہم بھی اس کے نتیجہ میں اپنے اپنے دائرہ استعداد کے مطابق اللہ تعالیٰ کی صفات کے مظہر بنیں۔ (۳) تیسری بنیادی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کامل حسن اور کامل احسان کے جلوؤں پر مشتمل ہیں۔ صفاتِ باری اپنی ذات میں حسنِ کامل کی آئینہ دار ہیں اور جب یہ صفات مخلوق کو فائدہ پہنچاتی ہیں تو یہ احسانِ کامل بن جاتی ہیں۔ احسانِ کامل کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی چار ام الصفات اور اصل الاصول ہیں جن کا ذکر سورۃ فاتحہ میں ہے۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان معنوں میں اسوہ ہیں کہ ہمیں بھی ام الصفات کا مظہر بن کر اپنی اپنی استعداد کے مطابق اس حسن و احسان کو اپنے وجود میں پیدا کرنا چاہئے جو حسن و احسان صفاتِ باری کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود میں ہمیں نظر آتا ہے۔

آخر میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات اور ارشادات کی رو سے واضح فرمایا کہ جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے اس آخری زمانہ میں اس لئے قائم کیا ہے کہ تا ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی اس رنگ میں پیروی کریں کہ ہم اپنے اپنے دائرہ استعداد میں صفاتِ الٰہیہ کے مظہر بن سکیں اور علی الخصوص ام الصفات کو اپنے اندر پیدا کر کے حسن و احسان کے جلوے اپنے وجودوں میں دکھانے کے قابل ہو سکیں۔

یہ تقریر علوم و معارف اور حقائق و دقائق سے بہرہ ور کرنے اور روحانی بصیرت اور روحانی علو و ارتفاع سے ہمکنار کرنے کے اعتبار سے ایک معرکہ آرا تقریر تھی جو عون و نصرت کے دمبدم ظہور اور انعاماتِ الٰہیہ کے پیہم نزول کے تذکرۂ جمیل کے بعد علوم و معارف کے دریا بہانے اور حقائق و دقائق کے خزانے لٹانے کا موجب ثابت ہوئی اور اس طرح ہمارا ۸۰ واں جلسہ سالانہ اس میں شرکت کرنے والے خوش نصیبوں کو روحانی نعماء سے مالا مال کرنے اور انہیں پاک تبدیلی سے ہمکنار کرنے کا ایک موثر ذریعہ ثابت ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

سارے اعضاء کی اصلاح کرلو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

”تم اپنے سارے ہی قوٰی کو پورے طور سے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں لگا دو۔ جو جو کمی کسی قوت میں ہو اُسے پان والے کی طرح جو گندے پان تلاش کر کے پھینک دیتا ہے اپنی گندی عادات کو نکال پھینکو اور سارے اعضاء کی اصلاح کرلو۔“

(ملفوظات جلد پنجم ص۱۲۸)

نماز پنج وقتہ کا التزام

(مکرم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم - اے ربوہ)

نماز پنج وقتہ کیا ہے؟ یہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے قادرِ مطلق خدا کا دربار ہے جو دن رات میں پانچ بار ہمارے درمیان منعقد کیا جاتا ہے تا اس دربارِ علّی میں حاضر ہو کر بندے اپنے رب سے ہر شر کے مقابلے میں پناہ طلب کریں۔ اسی طرح ہر خیر و عافیت کے اس کی جناب سے طلبگار رہوں۔

اور جن لوگوں کے دلوں میں محبوبِ حقیقی کی محبت نشوونما پا جاتی ہے۔ ان کے لئے نماز مندرجہ بالا مقصد کے علاوہ اپنے محبوبِ ازلی سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے اس کی پیاری نگاہوں کا مورد ہونے اور اسی کی طرف کھینچے جانے کا وقت ہے ؎

ہیں تری پیاری نگاہیں دلبرا اک تیغ تیز
جس سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غمِ اغیار کا
(مسیح موعود علیہ السلام)

اسی لئے تو تمام پاکبازوں کے سردار رحمتِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز کی حسین ترین حالت اسے قرار دیا ہے کہ اَنْ تَعْبُدَ رَبَّكَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ کہ بندہ اپنے رب کی اس طرح عبادت کرے کہ گویا وہ اپنے محبوب کو اس کی تمام حسین ترین و اعلیٰ صفات کا تصور کرتے ہوئے دیکھ رہا ہے اور اگر یہ حالت میسر نہ ہو تو کم از کم ایسی حالت ہو جس میں بندہ کو یہ احساس اور یقین ہو کہ میرا رب مجھے اپنی پیاری نظروں کا مورد بنا رہا ہے۔

اسی طرح حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ یعنی میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ مصیبت کے اوقات میں انسانی قلب و دماغ اور اعصاب پر شدید بوجھ اور تناؤ کا احساس ہوتا ہے۔ جی چاہتا ہے کہ کوئی دوست و غمگسار ہو جو ہاتھ پکڑ لے اور ہمارے لئے سکون و تسلی کا سامان کرے۔ جس کی باتیں سن کر جس کی پیار و شفقت کی نظروں کا مورد بن کر ہماری روحیں آسودگی حاصل کریں۔ سارے غم غلط ہو جائیں۔ ایسے ہی حالات میں ہمیں روحانی آسودگی بخشنے کے لئے خالقِ حقیقی نے ہمارے دن اور رات میں پنج وقتہ نماز مقرر کی ہے

جس میں ہم اپنے پروردگار سے مخاطب ہوتے ہیں۔ اُس کی پیار کی نظریں حاصل کرتے ہیں۔ ہم خود اسی کے بلانے پر اس کے اس عظیم دربار میں حاضر ہوتے اور اُس کے سامنے اپنی فریادیں پیش کرتے ہیں اس یقین کے ساتھ کہ صرف اسی کی ذات ہے جو ہماری فریاد رسی کر سکتی ہے۔ جو ہماری تمام مشکلوں کو کافور اور ہماری تمام حاجات کو پورا کر سکتی ہے۔ پھر اُس یقین کے ساتھ بھی کہ وہ ضرور ہماری فریاد رسی کرے گی۔ کیونکہ اُس کی طرف سے ہی یہ ندا ہمارے کانوں میں گونجی تھی کہ

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ ۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ ۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح ۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح

کہ آؤ نماز کی طرف۔ ہاں ایک بار پھر اعلان کیا جاتا ہے کہ نماز کے لئے آجاؤ۔ اور اُس طرح آؤ کامل اور حقیقی کامیابی کی طرف۔ مکرر اعلان کیا جاتا ہے کہ حقیقی کامیابی کی طرف آجاؤ۔

اُس آواز پر لبیک کہتے ہوئے ہم دوڑتے ہوئے اور خوشی سے لبریز ہو کر اپنے پروردگار کے سامنے جا کھڑے ہوتے ہیں۔ اس کی پیار کی نظریں ہم پر پڑتی ہیں۔ ہم اُس کے سامنے فریاد کرنے لگتے ہیں اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ ساری کلفتیں دھل گئیں۔ دل راحت و اطمینان سے ہمکنار ہو گیا۔ لاہور میں میرے ایک غیر احمدی دوست نے جو لاہور گورنمنٹ کالج کے سینئر پروفیسر تھے ایک بار مجھ سے ذکر کیا کہ سنا ہے کہ ربوہ میں بڑے خشک اور مردہ دل لوگ رہتے ہیں۔ مَیں نے کہا کیسے؟ کہنے لگے کہ سینما کے بغیر بھی بھلا کوئی زندگی ہے۔ سنا ہے کہ ربوہ میں کوئی سینما ہاؤس نہیں۔ گویا ساکنین ربوہ کے لئے ذہنی و اعصابی آسودگی کے حصول کا کوئی انتظام نہیں۔ مَیں نے انہیں کہا کہ تمہیں کس نے بتایا کہ ربوہ میں کوئی سینما ہاؤس نہیں ہے۔ وہاں تو ہر محلے میں ایک ایک اور بعض میں دو دو سینما ہاؤس موجود ہیں اور وہاں کے ساکنین دن رات میں پانچ شو دیکھنے کے عادی ہیں اور ربوہ کے یہ سینما اتنے پُرلطف، قلب و دماغ اور اعصاب کو ایسی مسرت اور آسودگی بخشنے والے ہیں جس کا لاہور کے سینما ہاؤسز میں نام و نشان نہیں ہے۔ میرے دوست کہنے لگے اچھا تو تم نماز کا ذکر کر رہے ہو۔ مَیں نے کہا کہ ہاں میں نماز کا ہی ذکر کر رہا ہوں اور حقیقت یہ ہے کہ ایک مومن کے لئے اپنے محبوب حقیقی اور پروردگار کے دربار کی حاضری سے بڑھ کر کوئی چیز مسرت و آسودگی سے ہمکنار کرنے والی نہیں ہے

اُس بہارِ حُسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے تُرک یا تاتار کا

(مسیح موعود علیہ السلام)

نمازِ پنج وقتہ کو ہم ایک اور زاویہ سے بھی دیکھتے ہیں۔ دنیوی معاشرہ میں ہزار احتیاطوں اور کوششوں کے باوجود بھی مختلف آلودگیوں اور ناپاکیوں کے ہم پر چھینٹے پڑ جاتے ہیں۔ ہماری پنج وقتہ نماز ساتھ ساتھ ہر روز

ہماری روح کو ان بدنما داغوں اور آلودگیوں اور میل کچیل سے صاف کرتی رہتی ہے۔

ایک بار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے دریافت فرمایا کہ بتاؤ اگر تم میں سے کسی شخص کے گھر کے سامنے ایک نہر جاری ہو اور وہ روزانہ پانچ بار اس میں غسل کرے تو کیا اس کے جسم پر کوئی میل کچیل باقی رہے گی۔ صحابہ کرام رضؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہرگز نہیں، ایسی صورت میں تو اس کے جسم پر کوئی میل باقی نہیں رہے گی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری پنج وقتہ نماز کا یہی حال ہے۔ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ خطاؤں اور گناہوں کو مٹاتا اور تمہیں پاک کرتا چلا جاتا ہے۔

اسی طرح احادیث نبویہ میں ایک اور واقعہ کا ذکر بھی ملتا ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کہ مجھ سے غلطی ہوگئی ہے اس کا کیا تدارک ہو۔ اس پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر حالت وحی وارد ہوئی اور اس آیت کریمہ کا نزول ہوا۔

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ - اِنَّ الْحَسَنَاتِ
یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ - ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذَّاکِرِیْنَ ۝

(سورہ ھود ۱۱۵ پارہ ۱۲ ع ۱۰)

(یعنی اے مخاطب تو اپنے قلب پر سے گناہوں اور خطاؤں کے بداثرات کو زائل کرنے کے لئے) نماز کو پوری توجہ اور شرائط کے ساتھ پڑھا کر۔ دن کی دونوں اطراف میں اور رات کے اندھیرے میں۔ یہ خوبصورت حُسنِ عبادت پر مشتمل نمازیں، تمام برائیاں اور اس کے بداثرات کو زائل کردیں گی۔ نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے یہ ایک عظیم نصیحت ہے۔

چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ایسی ہی نمازیں پڑھیں اور ان کی زندگیوں میں دنیا کا سب سے بڑھ کر حیران کن انقلاب ظاہر ہوا اور صدیوں کے مُردے زندہ ہوگئے نہ صرف زندہ ہوئے بلکہ ایک عالم کو انہوں نے اپنے انفاسِ قدسیہ سے زندہ کردیا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے صحابہ رضؓ کی اس انقلاب پذیر حالت کا اس طرح نقشہ کھینچتے ہیں کہ ؎

صَادَفْتَهُمْ قَوْمًا کَرَوْثٍ ذِلَّةً
فَجَعَلْتَهُمْ کَسَبِیْکَةِ الْعِقْیَانِ

کہ تُو نے پستی اور ذلت کے لحاظ سے انہیں گوبر کی طرح پایا۔ پھر اپنے روحانی انفاسِ طیبہ سے انہیں سونے کی ڈلی کی طرح کردیا۔

جیسے کہ پہلے ذکر ہوچکا ہے جس شخص کے دل میں اللہ تعالےٰ کی محبت کی گرمی پیدا ہوجائے۔ اس کے لئے

پنج وقتہ نماز تو ایک میخانہ بن جاتی ہے۔ جس میں ایک عاشق صادق اللہ تعالےٰ کی محبت کی شراب طہور کے خم کے خم لنڈھلئے جاتا اور ایک ابدی مستی سے سرشار ہوجاتا ہے جو دنیا کے سارے غموں کو غلط کر دیتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صحابہ کرامؓ کے متعلق جو اس روحانی ابدی شراب کے نشے سے سرشار کئے گئے فرماتے ہیں ؎

تَرَکُوا الْغَبُوْقَ وَ بَدَّ لُوْا مِنْ ذَوْقِہٖ
ذَوْقَ الدُّعَاءِ بِلَیْلَۃِ الْاَحْزَانٖ
کَمْ شَارِبٍ بِالرَّشْفِ دَنًّا طَافِحًا
فَجَعَلْتَہٗ فِی الدِّیْنِ کَالنَّشْوَانٖ

یعنی انہوں نے شام کی شراب کو چھوڑ دیا اور اس کی بجائے غموں کی رات میں دعائیں کرنے کی لذت سے ہم کنار ہو گئے۔ کئی تھے جو یکدم خم کے خم ہی چڑھا جاتے تھے کہ تو نے انہیں دین کے متوالے بنا دیا۔

عرب میں دن رات میں چھ بار مختلف اوقات میں مے کے دور چلتے تھے۔ شائد اس لئے بھی اللہ تعالےٰ نے اگر نماز تہجد کو شامل کر لیا جائے تو اس آسمانی میخانہ سے سیراب ہونے اور اس کے حیات آفریں نشہ سے سرشار ہونے کے لئے دن رات میں چھ وقت مقرر کر دیئے۔ تا اگر جسمانی نشہ چھوڑا ہے۔ تو اللہ کے بندے اس سے بڑھ کر لذت آفریں روحانی نشہ سے دن رات چھ بار آسودہ ہوتے رہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ پنج وقتہ نماز ایک عبد مومن کے لئے رنج و غم یاس و الم اور تفکرات اور پریشانیوں سے پناہ گاہ ہے۔ حاجت مندوں کے لئے حقیقی حاجت روا کے سامنے اپنی حاجات پیش کرنے کا دربار ہے۔ ایک مشکلات میں گھرے ہوئے مجبور و مقہور انسان کے لئے اپنے رب رحیم و کریم کے فضل اور رحم سے ہمالیہ پہاڑ سے بھی عظیم مشکلات و مصائب کو کافور کروانے کا پہلا اور آخری مقام ہے ؎

مستقل رہنا ہے لازم اے بشر تجھ کو سدا
رنج و غم یاس و الم فکر و بلا کے سامنے
حاجتیں پوری کریں گے کیا تری عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے
بارگاہِ ایزدی سے تو نہ یوں مایوس ہو
مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے

پنجوقتہ نماز جسمانی و روحانی مشکلات و مصائب میں گھرے ہوئے انسان کی پانچ روحانی و قلبی حالتوں کے بالمقابل رکھی گئی ہے۔ اس کی تفصیل حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب کشتی نوح (یا تقویۃ الایمان)

میں اس طرح فرمائی ہے :-

"پنجگانہ نمازیں کیا چیز ہیں۔ وہ تمہارے مختلف حالات کا فوٹو ہے۔ تمہاری زندگی کے لازم حال پانچ تغیر ہیں جو بلا کے وقت تم پر وارد ہوتے ہیں اور تمہاری فطرت کے لئے ان کا وارد ہونا ضروری ہے۔

۱۔ پہلے جبکہ تم مطلع کئے جاتے ہو کہ تم پر ایک بلا آنے والی ہے۔ مثلاً تمہارے نام عدالت سے ایک وارنٹ جاری ہوا۔ یہ پہلی حالت ہے جس نے تمہاری تسلی اور خوشحالی میں خلل ڈالا سو یہ حالت زوال کے وقت سے مشابہ ہے کیونکہ اس سے تمہاری خوشحالی میں زوال آنا شروع ہوا اس کے مقابل نماز ظہر متعین ہوئی جس کا وقت زوالِ آفتاب سے شروع ہوتا ہے۔

۲۔ دوسرا تغیر اس وقت تم پر آتا ہے جبکہ تم بلا کے محل سے بہت نزدیک کئے جاتے ہو۔ مثلاً جبکہ تم بذریعہ وارنٹ گرفتار ہو کر حاکم کے سامنے پیش ہوتے ہو۔ یہ وہ وقت ہے جبکہ تمہارا خوف سے خون خشک ہو جاتا ہے اور تسلی کا نور تم سے رخصت ہونے کو ہوتا ہے سو یہ حالت تمہاری اس وقت سے مشابہ ہے جبکہ آفتاب سے نور کم ہو جاتا ہے اور نظر اس پر جم سکتی ہے اور صریح نظر آتا ہے کہ اب اس کا غروب نزدیک ہے۔ اسی روحانی حالت کے مقابل پر نماز عصر مقرر ہوئی۔

۳۔ تیسرا تغیر تم پر اس وقت آتا ہے جو اس بلا سے رہائی پانے کی بکلی امید منقطع ہو جاتی ہے۔ مثلاً جیسے تمہارے نام فرد قرار داد جرم لکھی جاتی ہے۔ اور مخالفانہ گواہ تمہاری ہلاکت کے لئے گذر جاتے ہیں۔ یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارے حواس خطا ہو جاتے ہیں اور تم اپنے تئیں ایک قیدی سمجھنے لگتے ہو۔ سو یہ حالت اس وقت سے مشابہ ہے جبکہ آفتاب غروب ہو جاتا ہے اور تمام امیدیں دن کی روشنی کی ختم ہو جاتی ہیں۔ اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز مغرب مقرر ہے۔

۴۔ چوتھا تغیر اس وقت تم پر آ جاتا ہے کہ جب بلا تم پر وارد ہی ہو جاتی ہے اور اس کی سخت تاریکی تم پر احاطہ کر لیتی ہے۔ مثلاً جبکہ فرد قرار داد جرم اور شہادتوں کے بعد حکم سزا تم کو سنا دیا جاتا ہے۔ اور قید کے لئے ایک پولیس مین کے تم حوالہ کئے جاتے ہو۔ سو یہ حالت اس وقت سے مشابہ ہے جبکہ رات پڑ جاتی ہے اور ایک سخت اندھیرا پڑ جاتا ہے۔ اس روحانی

حالت کے مقابل پر نمازِ عشاء مقرر ہے۔

۵۔ پھر جبکہ تم ایک مدت تک اس مصیبت کی تاریکی میں بسر کرتے ہو۔ تو پھر آخر خدا کا رحم تم پر جوش مارتا ہے اور تمہیں اس تاریکی سے نجات دیتا ہے۔ مثلاً جیسے تاریکی کے بعد پھر آخر کار صبح نکلتی ہے اور پھر وہی روشنی دن کی اپنی چمک کے ساتھ ظاہر ہو جاتی ہے۔ سو اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز فجر مقرر ہے اور خدا نے تمہارے فطرتی تغیرات میں پانچ حالتیں دیکھ کر پانچ نمازیں تمہارے لئے مقرر کیں۔ اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ نمازیں خاص تمہارے نفس کے فائدہ کے لئے ہیں۔ پس اگر تم چاہتے ہو کہ ان بلاؤں سے بچے رہو تو پنجگانہ نمازوں کو ترک نہ کرو کہ وہ تمہارے اندرونی اور روحانی تغیرات کا ظل ہیں۔ نمازیں آنے والی بلاؤں کا علاج ہے۔ تم نہیں جانتے کہ نیا دن چڑھنے والا کس قسم کے قضاء و قدر تمہارے لئے لائے گا۔ پس قبل اس کے جو دن چڑھے تم اپنے مولیٰ کی جناب میں تضرع کرو کہ تمہارے لئے خیر و برکت کا دن چڑھے۔" (کشتی نوح)

نماز کو کسی حالت میں بھی ترک نہ کرو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"نماز خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو اور خدا کے دشمن سے مداہنہ کی زندگی نہ برتو۔ وفا اور صدق کا خیال رکھو۔ اگر سارا گھر غارت ہوتا ہو تو ہونے دو مگر نماز کو ترک مت کرو۔ وہ کافر اور منافق ہیں جو نماز کو منحوس کہتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ نماز کو شروع کرنے سے ہمارا فلاں فلاں نقصان ہوا ہے۔ نماز ہرگز خدا کے غضب کا ذریعہ نہیں ہے جو اسے منحوس کہتے ہیں ان کے اندر خود زہر ہے جیسے بیمار کو شیرینی کڑوی لگتی ہے ویسے ہی انکو نماز کا مزا نہیں آتا۔ یہ دین کو درست کرتی ہے، اخلاق کو درست کرتی ہے، دنیا کو درست کرتی ہے۔ نماز کا مزا دنیا کے ہر ایک مزے پر غالب ہے۔"

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۳۷۰، ۳۷۱)

عہدیداران مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ برائے سال ۱۳۵۲ ہش / ۱۹۷۳ء

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ نے مندرجہ ذیل اصحاب کو سال ۱۳۵۲ ہش / ۱۹۷۳ء کے لئے مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ کا رکن نامزد فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور ان سب اصحاب کو بیش از بیش خدمت دین کی توفیق بخشے۔ آمین

اراکین خصوصی

۱۔ حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب

۲۔ محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب

اراکین عمومی

نائب صدر — محترم مولانا ابو العطاء صاحب

قائد عمومی — " " نسیم سیفی صاحب

قائد اصلاح وارشاد — " ابو العطاء صاحب

قائد تربیت — " شیخ مبارک احمد صاحب

قائد ذہانت وصحت جسمانی — " صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب

قائد ایثار — " مولانا عبد المالک خان صاحب

قائد مال — " ملک محمد رفیق صاحب

قائد تعلیم — " پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب

قائد تجنید؍ایڈیٹر ماہنامہ انصار اللہ — " مسعود احمد خان صاحب دہلوی

قائد تحریک جدید — " چوہدری شبیر احمد صاحب

قائد وقف جدید — " پروفیسر بشارت الرحمن صاحب

قائد اشاعت — " مولوی غلام باری صاحب سیف

قائد مجالس بیرون — " مولوی عبد القادر صاحب ضیغم

آڈیٹر — " صوفی غلام محمد صاحب

(سیکرٹری برائے صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

عَلَم انعامی انصار اللہ

مرکز کے فیصلہ کے مطابق مجلس انصار اللہ کی کارکردگی کے لحاظ سے دس نمایاں مجالس انصار اللہ کی فہرست حسب ذیل ہے۔ مجلس انصار اللہ مارٹن روڈ کراچی عَلَم انعامی کی مستحق قرار پائی۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دستِ مبارک سے مجلس مارٹن روڈ کراچی کے زعیم اعلیٰ مکرم مولوی عبدالمجید صاحب کو ایک سال کے لئے عَلَم انعامی انصار اللہ مرحمت فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز مبارک کرے آمین۔

مجالس کی ترتیب وار فہرست یہ ہے۔

درجہ	نام مجلس	نام زعماء اعلیٰ / زعماء
اوّل	مارٹن روڈ کراچی	مکرم مولوی عبدالمجید صاحب (عَلَم انعامی کی مستحق مجلس)
دوم	لائل پور شہر	" چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب چیمہ
سوم	چک ۱۲۱ ج ب احسن پور	" " عبدالسمیع صاحب حنفی
چہارم	دارالذکر لاہور	" میجر عبداللطیف صاحب
پنجم	پشاور	" میاں عبدالرشید صاحب
ششم	واربرٹن ضلع شیخوپورہ	" ڈاکٹر سید سعید احمد صاحب
ہفتم	ناظم آباد کراچی	" میجر محمد نذیر صاحب بھٹی
ہشتم	سرگودھا شہر	" بابو غلام رسول صاحب قمر
نہم	ماڈل ٹاؤن لاہور	" چوہدری عبدالوحید صاحب
دہم	کوٹ مومن	" " محمد ابراہیم صاحب نمبردار

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

تربیتِ اولاد

(مکرم نسیم سیفی صاحب قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

"تربیتِ اولاد" کا عنوان تو صرف دو لفظوں پر مشتمل ہے لیکن دونوں الفاظ اپنی اپنی جگہ بہت زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ تربیت کا لفظ بھی اور اولاد کا لفظ بھی۔ اولاد کا ہونا بھی بہت ضروری ہے اور اللہ تعالےٰ نے انسانی فطرت میں یہ بات رکھ دی ہے کہ اسے "قدرتاً" اولاد کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور اس خواہش کی موجودگی اور اس کا بقاء انسانی نسل کے تسلسل اور اس کے بقاء کا ضامن ہے۔ اور دوسری طرف تربیت بھی از بس ضروری ہے بلکہ ایسے رنگ میں یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ تربیت کا لفظ تو اولاد کے لفظ سے بھی زیادہ اہم ہے۔ اولاد ہو اور غیر تربیت یافتہ ہو اور بدنامی کا باعث بنے تو انسان یہ سمجھنے اور کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ ایسی اولاد سے تو اولاد کا نہ ہونا بہتر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"لوگ اولاد کی خواہش تو کرتے ہیں مگر نہ اس لئے کہ وہ خادمِ دین ہو بلکہ اس لئے کہ دنیا میں ان کا کوئی وارث ہو اور جب اولاد ہوتی ہے تو اس کی تربیت کا فکر نہیں کیا جاتا نہ اس کے عقائد کی اصلاح کی جاتی ہے اور نہ اخلاقی حالت کو درست کیا جاتا ہے..... اللہ تعالےٰ نے اولاد کی خواہش کو اس طرح پر قرآن میں بیان فرمایا ہے۔ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا۔ یعنی خدا ہم کو ہماری بیویوں اور بچوں سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرماوے اور یہ تب ہی میسر آ سکتی ہے کہ وہ فسق و فجور کی زندگی بسر نہ کرتے ہوں بلکہ عباد الرحمٰن کی زندگی بسر کرنیوالے ہوں اور خدا کو ہر شے پر مقدم کرنیوالے ہوں اور آگے کھول کر کہدیا وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا۔ اولاد اگر نیک اور متقی ہو تو یہ ان کا امام ہی ہوگا۔ اس سے گویا متقی ہونے کی بھی دعا ہے۔" (ملفوظات جلد ۲ صـ ۳۷۳)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا بھی ایک واقعہ آتا ہے کہ آپ نے ایک بچہ کی وفات پر اس کا جنازہ پڑھا رہے تھے تو الحمد للہ کہنا بہت مشکل محسوس ہوا۔ فرمایا میرے دل میں خیال آیا کہ میرا بچہ فوت ہو گیا ہے میں الحمد للہ کس طرح کہوں۔ پھر اللہ تعالےٰ نے خود ہی یہ بات دل میں ڈال دی کہ اگر یہی بچہ بڑا ہو کر بدنامی کا باعث ہوتا تو کیا وہ

بات اچھی ہوتی یا یہ کہ اب اللہ تعالےٰ نے اسے اپنے پاس بلا لیا ہے۔ یہ خیال آتے ہی آپ نے زور سے الحمدللہ کہا اور دل واقعی اللہ تعالےٰ کی حمد سے بھر گیا۔

تو گویا اولاد کی خواہش اپنی جگہ پر، لیکن نیک اولاد ہی ایسی اولاد ہے جس کی خواہش کو بابرکت کہا جا سکتا ہے۔ بُری اولاد سے تو انسان پناہ مانگتا ہے۔ تربیت کے سلسلہ میں والدین کی ذمہ داری اس لئے بھی بڑھ جاتی ہے کہ اولاد کے اچھا یا بُرا ہونے کا سب سے زیادہ اثر تو والدین پر ہی پڑتا ہے اور پھر بچہ تربیت کے ابتدائی ایام میں کلی طور پر والدین کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔ کچھ بڑا ہوتا ہے تو یہ ذمہ داری تقسیم ہو جاتی ہے۔ وہ سکول جاتا ہے تو اساتذہ بھی اس ذمہ داری میں شامل ہو جاتے ہیں۔ وہ محلہ میں کھیلتا ہے تو دوسرے بچے اس پر اثر انداز ہوتے ہیں اور اس طرح معاشرہ کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے لیکن ابتدائی ایام میں تو یہ ذمہ داری کلیتہً والدین پر ہی ہوتی ہے۔ اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیوی اور میاں کے ملاپ کے وقت ہی سے نیک اولاد کی دعا شروع کر دینی چاہیئے۔ بچہ کی پیدائش پر اس کے کان میں اذان و اقامت کہلوا کر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس امر کی طرف ہماری توجہ مبذول فرمائی کہ اس کے کان میں اچھی باتیں ہی پڑنی چاہئیں۔ اور اسے بُری باتوں کے نہ صرف کرنے سے بلکہ سننے سے بھی روکنا چاہیئے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جی تربیت کا کیا ہے جس نے نیک بننا ہے اس نے نیک بن ہی جانا ہے۔ اور جسے بُرا بننا ہے اسے بُرائی سے کون روک سکتا ہے۔ آخر چوروں کے گھر میں سادھ بھی تو پیدا ہو ہی جاتے ہیں اور ولیوں کے گھر میں ناخلف اولاد ہونا بعید از قیاس نہیں۔ لیکن اس سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ اس میں کچھ شک نہیں کہ جس نے نیک ہونا ہے اس نے نیک ہو ہی جانا ہے۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ نیک کو نیکی پر قائم رکھنے اور بدی پر مائل کو نیکی کی طرف لانے کی کوششوں کو بے ثمر نہیں کہا جا سکتا۔ اور پھر جو شخص اس سلسلہ میں کوشش کرے، نتائج چاہے کچھ ہی ہوں وہ بھی تو اجر کا مستحق ہو جائے گا۔ بس کوشش کرنا ہمارا فرض ہے اور یہ کوشش اس یقین کے ساتھ کرنی چاہیئے کہ کوشش مفید ثابت ہوتی ہے اور اچھے نتائج پیدا کرتی ہے۔

ان کوششوں میں سے ایک کوشش اس طور پر لازم آتی ہے کہ بچے کو بدی سے روکا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

> "بہت سے والدین ایسے ہیں جو اپنی اولاد کو بُری عادتیں سکھا دیتے ہیں۔ ابتداء میں جب وہ بدی کرنا سیکھنے لگتے ہیں تو ان کو تنبیہہ نہیں کرتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دن بدن دلیر اور بیباک ہوتے جاتے ہیں۔ ایک حکایت بیان کرتے ہیں کہ ایک لڑکا اپنے جرائم کی وجہ سے پھانسی پر لٹکایا گیا اس آخری وقت میں اس نے خواہش کی کہ میں اپنی ماں سے ملنا چاہتا ہوں جب اس کی ماں آئی تو اس نے ماں کے پاس جا کر کہا کہ میں تیری زبان چوسنا چاہتا ہوں۔ جب اس نے زبان نکالی تو

اسے کاٹ کھایا۔ دریافت کرنے پر اس نے کہا کہ اسی ماں نے مجھے پھانسی پر چڑھایا ہے۔ کیونکہ اگر یہ مجھے پہلے ہی روکتی تو آج میری یہ حالت نہ ہوتی۔" (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۳۷۲)

بدی سے روکنے اور نیکی کی طرف مائل کرنے کا ایک نہایت ہی مؤثر ذریعہ یہ ہے کہ والدین اپنا نیک نمونہ ان کے سامنے رکھیں۔ یہ بات تو ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص خود نماز نہیں پڑھتا تو وہ اپنے بچے کو کیا کہے گا اور کس طرح نماز پڑھنے کی تلقین کرے گا۔ یا ایک شخص جو خود وعدہ وفا نہیں کرتا وہ دوسروں کو کس منہ سے کہے گا کہ ایفائے وعدہ نہایت ضروری ہے۔ اور اگر وہ کہے گا بھی تو اس کی بات مانے گا کون؟ بلکہ لوگ تو الٹا اسے مذاق کریں گے اور اس کی بات بالکل بے اثر ہو کر رہ جائے گی۔ پس یہ نہایت ضروری امر ہے کہ تربیت اولاد کے لئے والدین خود بھی بدی سے پرہیز کرنے والے اور نیکی کرنے والے ہوں۔ والدین بچوں کے ہیرو ہوتے ہیں۔ وہ جو انہیں کرتا دیکھتے ہیں وہی کرنے لگتے ہیں۔ سال ڈیڑھ سال کا بچہ بھی جب اپنی ماں کو نماز پڑھتے دیکھتا ہے تو سینے پر ہاتھ باندھ کر منہ ہلانے لگتا ہے۔ گویا کچھ پڑھ رہا ہے۔ یا سجدے میں چلا جاتا ہے اور خوش ہوتا ہے۔ خوش اس لئے ہوتا ہے کہ ماں کی پیروی کر رہا ہے۔ پیروی کے لفظ سے مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث یاد آ گئی جس میں مذکور ہے کہ حضور نے فرمایا کہ جنت ماں کے پاؤں تلے ہے۔ گویا کہ نیک ماؤں کی پیروی کرنے والے بچے ایسے اعمال بجالائیں گے جو انسان کو جنت کی طرف لے جاتے ہیں اور اس حدیث کا یہ مطلب بھی ہے کہ ماں کو ایسا بننا چاہیئے کہ اس کی پیروی جنتی بنا دے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"پس خود نیک بنو اور اپنی اولاد کے لئے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقوے کا ہو جاؤ اور اس کو متقی اور دیندار بنانے کے لئے سعی کرو اور دعا کرو۔ جس قدر کوشش تم ان کے لئے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اسی قدر کوشش اس امر میں کرو۔" (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۰۹)

اولاد کے لئے مال جمع کرنے کے سلسلہ میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اولاد کے لئے کچھ مال چھوڑنا چاہیئے۔ مجھے حیرت آتی ہے کہ مال چھوڑنے کا تو ان کو خیال آتا ہے مگر یہ خیال ان کو نہیں آتا کہ اس کا فکر کریں کہ اولاد صالح ہو طالح نہ ہو۔ اگر اولاد صالح ہو تو پھر کس بات کی پرواہ ہو سکتی ہے۔ خدا تعالےٰ خود فرماتا ہے وھو یتولی الصالحین۔ یعنی اللہ تعالےٰ آپ صالحین کا متولی اور متکفل ہو جاتا ہے۔ اگر بدبخت ہے تو خواہ لاکھوں روپیہ اس کے لئے چھوڑ جاؤ۔ وہ بدکاریوں میں تباہ کر کے پھر قلاش ہو جائے گی اور ان مصائب اور مشکلات میں آ پڑے گی جو اس کے لئے لازمی ہیں۔ جو شخص اپنی رائے کو خدا تعالےٰ کی رائے اور منشا سے

متنفر کرتا ہے وہ اولاد کی طرف سے مطمئن ہو جاتا ہے۔ اور وہ اسی طرح پر ہے کہ اس کی صلاحیت کے لئے کوشش کرے اور دعائیں کرے۔ اس صورت میں خدا تعالےٰ اس کا تکفل کرے گا اور اگر بد چلن ہے تو جائے جہنم میں اس کی پرواہ تک نہ کرے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک قول ہے کہ میں بچہ تھا جوان ہوا اب بوڑھا ہو گیا۔ مَیں نے متقی کو کبھی ایسی حالت میں نہیں دیکھا کہ اسے رزق کی مار ہو اور نہ اس کی اولاد کو ٹکڑے مانگتے دیکھا۔ اللہ تعالےٰ تو کئی پشت تک رعائت رکھتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۰۹)

نیک والدین کی اولاد سے اللہ تعالےٰ کے بہتر معاملہ کرنے کے سلسلہ میں حضور مزید فرماتے ہیں :۔

"اگر تم اعلےٰ درجہ کے متقی اور پرہیزگار بن جاؤ گے اور خدا تعالےٰ کو راضی کر لو گے تو یقین کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ تمہاری اولاد کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرے گا۔ قرآن شریف میں خضر اور موسےٰ علیہما السلام کا قصہ درج ہے کہ ان دونوں نے مل کر ایک دیوار کو بنا دیا جو یتیم بچوں کی تھی وہاں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وکان ابوھما صالحاً ان کا والد صالح تھا۔ یہ ذکر نہیں کہ وہ آپ کیسے تھے پس اس مقصد کو حاصل کرو۔ اولاد کے لئے ہمیشہ اس کی نیکی کی خواہش کرو۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۱۰)

حقیقت یہ ہے کہ اولاد کی بہتر تربیت کی کوشش تو اکثر لوگ کرتے ہیں۔ لیکن ان میں سے کچھ ایسے ہوتے ہیں۔ جو صحیح رنگ میں تربیت کرتے ہیں اور کچھ غلط رنگ میں۔ یہاں غلط رنگ میں تربیت کرنے سے میرا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ انہیں صحیح خطوط پر لگانے کی کوشش نہیں کرتے۔ کوشش تو وہ یہی کرتے ہیں لیکن کرتے ہیں غلط رنگ میں، مار پیٹ، گالی گلوچ سے کام لیتے ہیں۔ سختی کرنے کو اشد ضروری سمجھتے ہیں اور سختی کرتے ہیں اور کرتے ہی چلے جاتے ہیں۔ پھر انہیں اکثر یہ کہنا پڑتا ہے کہ بچہ بات ہی نہیں مانتا بلکہ وہ الٹ ہی چلتا ہے۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اکرموا اولادکم اپنی اولاد کا اکرام کرو۔ ان کی عزت کرو۔ ان کی خاطر داری کرو۔ لیکن کتنے والدین ہیں جو ایسا کرتے ہیں۔ بچے کو تو وہ سیدھا کرنے کے درپے ہوتے ہیں۔ درپے ہونا یہاں خاص معنی میں استعمال کر رہا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"مال اولاد بیوی بھائیوں سے پہلے ہی سمجھ لے کہ میرا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ سب امانت خداوندی ہیں۔ جب تک ہیں ان کی قدر عزت خاطر خدمت کرو ۔۔۔۔ اولاد کو مہمان سمجھنا چاہیئے۔ اس کی خاطر داری کرنی چاہیئے، اس کی دلجوئی کرنی چاہیئے۔ مگر خدا تعالےٰ پر کسی کو مقدم نہیں کرنا چاہیئے۔"

(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۹)

یہ اکرموا اولادکم کی ایک رنگ میں تفسیر ہی ہے۔ اگرچہ اس اقتباس کا مرکزی نقطہ تو یہ ہے کہ خدا پر کسی کو

مقدم نہ کرے۔ لیکن حضورؑ یہ بھی فرما گئے ہیں کہ اولاد سے کیسا سلوک کرے۔ بچے کو ہر وقت کی ڈانٹ ڈپٹ اور مار پیٹ کے متعلق تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اتنے سخت خیالات تھے کہ حضورؑ نے اُسے شرک کے برابر قرار دیا ہے چنانچہ حضور فرماتے ہیں :۔

"ہدایت اور تربیت حقیقی خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔ سخت پیچھا کرنا اور ایک امر پر اصرار کو حد سے گذار دینا یعنی بات بات پر بچوں کو روکنا اور ٹوکنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا ہم ہی ہدایت کے مالک ہیں اور ہم اس کو اپنی مرضی کے مطابق ایک راہ پر لے آئیں گے۔ یہ ایک قسم کا شرک خفی ہے اس سے ہماری جماعت کو پرہیز کرنا چاہیئے" (ملفوظات جلد دوم ص)

نیز حضور علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"میرے نزدیک بچوں کو یوں مارنا شرک میں داخل ہے۔ گویا بدمزاج مارنے والا ہدایت اور ربوبیت میں اپنے تیئں حصہ دار بنانا چاہتا ہے۔ ایک جوش والا آدمی جب کسی بات پر سزا دیتا ہے تو اشتعال میں بڑھتے بڑھتے ایک دشمن کا رنگ اختیار کر لیتا ہے اور جرم کی حد سے سزا میں کوسوں تجاوز کر جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص خوددار اور اپنے نفس کی باگ کو قابو سے نہ دینے والا اور پورا متحمل اور بردبار اور باسکون اور باوقار ہو تو اسے البتہ حق پہنچتا ہے کہ کسی وقت مناسب پر کسی حد تک بچہ کو سزا دے یا چشم نمائی کرے۔ مگر مغلوب الغضب اور سبک سر اور طائش العقل ہرگز سزاوار نہیں کہ بچوں کی تربیت کا متکفل ہو جس طرح اور جس قدر سزا دینے میں کوشش کی جاتی ہے کاش دعا میں لگ جائیں اور بچوں کے لئے سوز دل سے دعا کرنے کو ایک حزب مقرر کر لیں۔ اس لئے کہ والدین کی دعا کو بچوں کے حق میں خاص قبول بخشا گیا ہے۔ میں التزاماً چند دعائیں ہر روز مانگا کرتا ہوں۔"

یہاں حضور علیہ السلام نے پانچ دعاؤں کا ذکر فرمایا ہے۔ ان میں سے دو اولاد کے لئے ہیں ایک بالواسطہ اور دوسری بلا واسطہ۔ حضور فرماتے ہیں۔

"اپنے گھر کے لوگوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ ان سے قرۃ عین اولاد عطا ہو۔"

"پھر اپنے بچوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ یہ سب دین کے خادم بنیں۔"

جہاں تک خدمتِ دین کا تعلق ہے حضور فرماتے ہیں کہ

"اولاد کے لئے اگر خواہش ہو تو اس غرض سے ہو کہ خادم دین ہو۔"

اس طرح حضور اولاد کے لئے دعا کے سلسلہ میں فرماتے ہیں :۔

"میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں میں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لئے

دعا نہیں کرتا۔"

نیز حضور اسی سلسلہ میں مزید فرماتے ہیں :۔

"ہم تو اپنے بچوں کے لئے دعا کرتے ہیں اور سرسری طور پر قواعد اور آداب تعلیم کی پابندی کراتے ہیں۔ بس اس سے زیادہ نہیں اور پھر اپنا پورا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھتے ہیں۔ جیسا کسی میں سعادت کا تخم ہو گا وقت پر سرسبز ہو جائے گا۔" (ملفوظات جلد دوم ص۵)

اب تک جو کچھ میں نے ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں سے یہاں درج کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ

۱۔ بچوں کی تربیت والدین کا فرض ہے۔

۲۔ بچوں کو بری باتوں سے روکنے کے لئے بروقت تنبیہ کرنا ضروری ہے۔

۳۔ تنبیہ کرنے کے لئے ایسا طریق اختیار کرنا چاہیئے جو باوقار ہو تحمل۔ بردباری اور سکون کی صفات سے متصف ہو۔

۴۔ روک ٹوک میں اتنا اصرار نہ ہو کہ گویا انسان خود ہی ہدایت اور تربیت کا مالک ہے اور وہ ہر حال میں جب چاہے گا۔ بچہ کو منا سکے گا۔

۵۔ اولاد کی عزت اور اس کا اکرام کرنا چاہیئے۔ اس کی خاطرداری اور دلجوئی کرنی چاہیئے۔

۶۔ اولاد کے لئے ہمیشہ نیک دعائیں کرتے رہنا چاہیئے۔

۷۔ والدین کو بچوں کے لئے نیک نمونہ بننا چاہیئے۔

یہ سات باتیں ہیں جو ملفوظات میں سے اخذ کی گئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان سات باتوں کو بنیادی حیثیت حاصل ہے ہر وہ شخص جو ان سات باتوں پر عمل کرے گا وہ ان کے نیک نتائج سے بھی بہرہ ور ہو گا۔ اور ایک اہم فریضہ کی ادائیگی کی وجہ سے ثواب کا بھی مستحق گردانا جائے گا۔ ہم سب کو ہر وقت یہ دعا کرتے رہنا چاہیئے کہ اے خدا تو ہمیں نیک اولاد عطا کر اور ہمیں توفیق دے کہ ہم ان کے لئے نیک نمونہ بنیں اور وہ تیری رضا کی راہوں پر چلنے والے اور تیری خوشنودی حاصل کرنے والے ہوں۔ اے خدا ہماری اولاد تیری ایک عطائے خاص ہے تو ہمیں توفیق دے کہ ان کے تعلق میں جو فرائض ہم پر عائد ہوتے ہیں۔ ہم انہیں پوری طرح نباہ سکیں۔ اے خدا تو ایسا ہی کر آمین۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔

قابلِ رشک مجالس انصار اللہ

سالانہ اجتماع تک جن مجالس کو سوفیصدی بجٹ پورا کرنے کی توفیق ملی، ان کے نام دعا کے لئے حضور اقدس کی خدمت میں پیش کئے گئے کہ اللہ تعالیٰ ان مجالس کے جملہ اراکین اور عہدہ داران کو ان کی نسلوں سمیت اپنے غیر معمولی فضلوں، رحمتوں اور برکتوں سے نوازتا چلا جائے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس پر اظہارِ خوشنودی فرماتے ہوئے اپنے قلم سے رقم فرمایا ہے

"اللہ تعالیٰ احسن جزا دے!"

قیادتِ مال اس سعادت اور اعزاز پر ہدیۂ تبریک پیش کرتی ہے اور جملہ احبابِ جماعت کی خدمت میں ان کو ہمیشہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھنے کی درخواست کی جاتی ہے۔ خدا کرے یہ قدم آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے۔

(محمد رفیق ملک) قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

سوفیصدی ادائیگی کرنے والی مجالس کی فہرست

نمبر شمار	نام مجلس	نمبر شمار	نام مجلس	نمبر شمار	نام مجلس	نمبر شمار	نام مجلس
	ضلع لائلپور	۱۳	تاندلیانوالہ	۲۵	چک ۲۸۷ بلاسور	۱۲	گھیٹر
۱	لائلپور شہر	۱۴	چک ۲۳۰ رام پور چوہلہ		**ضلع گجرات**	۱۳	معین الدین پور
۲	چک ۱۳۲ ساہو وال	۱۵	چک ۱۲۱ احسن پور	۱	منڈی بہاؤالدین	۱۴	کیرانولہ برسا خورد
۳	پیر محل	۱۶	چک ۶۶ دھاندرہ	۲	شیخ پور		**ضلع سرگودھا**
۴	چک ۴۱۶ سوڈی	۱۷	چک جھمرہ	۳	کڑیانوالہ	۱	سرگودھا شہر
۵	چک ۱۰۰ رڑکا	۱۸	چک ۶۰ کھیم سنگھ والا	۴	ڈنگہ	۲	خوشاب
۶	چک ۲۴۶ ٹھٹھہ کالو	۱۹	چک ۸۹ رتن	۵	دھوریہ	۳	چک ۴۶ شمالی
۷	جڑانوالہ	۲۰	چک ۸۸ ج-ب	۶	سرائے عالمگیر	۴	چک ۳۵ جنوبی
۸	چک ۶۱ ج ب	۲۱	چک ۷۴ چوہڑی	۷	ملک وال	۵	چک ۳۳ جنوبی
۹	چک ۱۰۸ چوہدری والا	۲۲	چک ۲۷۷ ستیلال	۸	بنگلہ ۱۱۵ اسلام آباد	۶	کوٹ مومن
۱۰	چک ۲۶۶ کھوڈیانوالہ	۲۳	چک ۶۴۸ کوٹ غلام آباد	۹	نصیرہ	۷	بھابھڑہ
۱۱	چک ۱۳۲ جوگندر سنگھ والا			۱۰	چک ۲۶ احمد آباد	۸	ساہیوال
۱۲	سمندری	۲۴	چک ۱۲۶ پہاڑنگ	۱۱	چک ۹ گوربخش پور	۹	دودہ

۱۰ چک ۴۸ ع ب شمال
۱۱ چک ۱۶۴/۱۶۷ ع ب منگلہ
۱۲ کھائی کلاں و احمد آباد
۱۳ میانی

ضلع گوجرانوالہ

۱ وزیر آباد
۲ ترگڑی
۳ گجو چک
۴ لوریوالہ
۵ مدرسہ چٹھہ
۶ ڈاہرانوالی
۷ گرمولہ ورکاں
۸ حافظ آباد

ضلع ساہیوال

۱ دیپالپور
۲ چک ۱۱۹/۶ آر ڈی R. D.
۳ قبولہ
۴ چک ۱۳/۱۲-L
۵ چک ۱۰/۱۴-L
۶ چک ۵۲/۲-L
۷ چک ۵۵/۲-L

ضلع سیالکوٹ

۱ سیالکوٹ شہر
۲ موسے والا
۳ کوٹ کرم بخش
۴ سیالکوٹ چھاؤنی
۵ مینو والی
۶ تلونڈی بھنڈراں
۷ غوطہ فتح گڑھ

ضلع کراچی

۱ مارٹن روڈ
۲ حلقہ صدر
۳ حلقہ ناظم آباد
۴ ڈرگ روڈ

ضلع شیخوپورہ

۱ شیخوپورہ شہر
۲ چک ۱۸/۱۷ چہور
۳ کوٹ رحمت خاں
۴ بسیا سودا
۵ سانگلہ ہل
۶ منڈی مڑھ بلوچاں

ضلع لاہور

۱ قصور
۲ ہانڈو گوجر
۳ دار الذکر

ضلع جہلم

۱ جہلم شہر
۲ کالا گجراں
۳ دولمیال

ضلع سکھر

۱ سکھر شہر
۲ فضل عمر ماڈل فارم

ضلع ڈیرہ غازیخان

۱ بستی بزدار
۲ رکھ مور جھنگی

ضلع لاڑکانہ

۱ کھنڈو
۲ انور آباد
۳ غلام محمد آباد
۴ گورگیجہ

ضلع مظفر گڑھ

۱ چک ۲۲۶/T.D.A.
۲ موضع خیر یوالہ

ضلع بہاولنگر

۱ چک ۱۶۶ مراد
۲ چک ۱۶۹ مراد
۳ چک ۳۲۷/H.R

ضلع میانوالی

۱ بھکر
۲ ہاؤسنگ کالونی

ضلع جھنگ

۱ جھنگ صدر
۲ چھنیاں

ضلع ملتان

۱ خانیوال
۲ علی پور
۳ لودھراں
۴ منڈی بوریوالا
۵ چک ۱۶۳
۶ سرائے سدھو

ضلع تھرپارکر

۱ میرپور خاص
۲ بھیس آباد
۳ چک ۲۷ الف کاچیلو
۴ نوکوٹ
۵ نور نگر فارم
۶ لطیف نگر فارم
۷ گوٹھ عبد العزیز

کوئٹہ شہر
پشاور شہر
بہاولپور شہر
ٹوپی ضلع مردان
حویلیاں ضلع ہزارہ
سنجر چانگ ضلع حیدرآباد
اوچ شریف ضلع بہاولپور

۱۹۵۳ء

ن

مو
ارکو

ت

رم
فارم
تریز
شہر
شہر
رشہر
ع مردان
ضلع ہزارہ
ضلع حیدرآباد
شریف
ہاول پور

انسان کو چاہئے خدا سے معاملہ درست رکھے
پھر نہ کسی سے خوف کھائے اور نہ کسی کی پرواہ کرے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں :-

''سچ میں ایک جرأت اور دلیری ہوتی ہے - جھوٹا انسان بزدل ہوتا ہے - وہ جسکی زندگی ناپاکی اور گندگناہوں سے ملوث ہے وہ ہمیشہ خوف زدہ رہتا ہے اور مقابلہ نہیں کرسکتا، ایک صادق انسان کی طرح دلیری اور جرأت سے اپنی صداقت کا اظہار نہیں کر سکتا، اور اپنی پاکدامنی کا ثبوت نہیں دے سکتا - دنیوی معاملات میں ہی غور کر کے دیکھلو کہ کون ہے جس کو ذرا سی بھی خدا نے خوش حیثیتی عطا کی ہو اور اس کے حاسد نہ ہوں۔ ہرخوش حیثیت کے حاسد ضرور ہوجاتے ہیں اور ساتھ ہی لگے رہتے ہیں۔ یہی حال دینی امور کا ہے۔ شیطان بھی اصلاح کا دشمن ہے - پس انسان کو چاہئے کہ اپنا حساب صاف رکھے اور خدا سے معاملہ درست رکھے - خدا کو راضی کرے پھر کسی سے نہ خوف کھائے اور نہ کسی کی پرو[اہ] کرے - ایسے معاملات سے پرہیز کرے جن سے خود ہی مورد عذاب ہو جاوے - مگ[ر] یہ سب کچھ بھی تائید غیبی اور توفیق الہی کے سوا نہیں ہو سکتا - صرف انسانی کوشش کچھ بنا نہیں سکتی جب تک خدا کا فضل بھی شامل حال نہ ہو - خلق الانسان ضعی[فا] انسان ناتواں ہے ، غلطیوں سے پر ہے ، مشکلات چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں۔ پس دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالی نیکی کی توفیق عطا کرے اور تائیدات غیبی اور ف[ضل] کے فیضان کا وارث بنادے ''

(ملفوظات جلد دھم صفحہ ۲۵۲)

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں طبع ہؤا